ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جون 2021ء

ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج
کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ
جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا
کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(سورۃ البقرۃ 2:162)

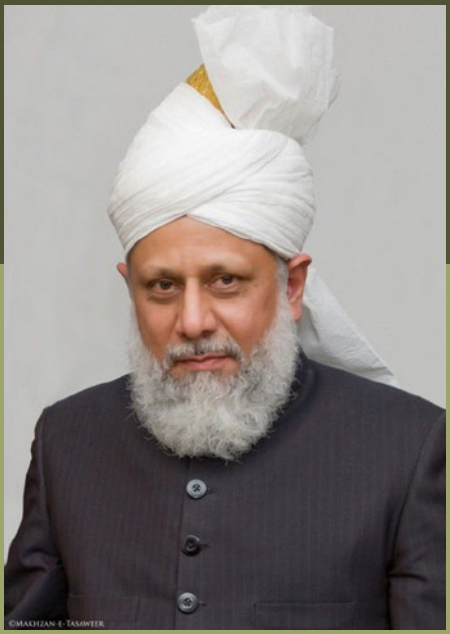

مالی قربانیوں کا جہاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ مورخہ 31 مارچ 2006ء میں فرماتے ہیں:

”یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں ایک جہاد مالی قربانیوں کا جہاد بھی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے دفاع میں لٹریچر شائع ہوسکتا ہے، نہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہوسکتے ہیں، نہ یہ ترجمے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتے ہیں۔... پس جب تک دنیا کے تمام کناروں تک اور ہر کنارے کے ہر شخص تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچ جاتا اور جب تک غریب کی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ مالی جہاد جاری رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی گنجائش اور کشائش کے لحاظ سے ہر احمدی کا اس میں شامل ہونا فرض ہے۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 21 اپریل 2006ء)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

جون 2021ء جلد نمبر 50 شمارہ 6

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادی اور عثمان شاہد

معاون مدیر

شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابد

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالد

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

فہرست مضامین

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ایثار اور بے مثال مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات از مکرم محمود احمد ملک صاحب	14
★ دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	18
★ کامل دین از مکرم انصر رضا صاحب	19
★ قرآن اور انسان از مکرم طارق حیدر صاحب	21
★ کورونا میں سستی اور اس کا علاج از مکرم ڈاکٹر نذیر احمد مظہر صاحب	24
★ نماز کیا ہے؟ از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	26
★ میں جماعت احمدیہ میں کیسے داخل ہوا؟ از مکرم ماسٹر غلام حیدر صاحب	27
★ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے تحت تعلیمی وظائف کا تعارف از مکرم داؤد اسماعیل صاحب	30
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	32

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَ اللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ○

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًی ۙ لَّہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○

(سورۃ البقرۃ 2:262-263)

262۔ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

263۔ وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اُس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

(صحیح بخاری. کتاب الزکوٰۃ ، باب قول اللہ تعالیٰ فاما من اعطی و اتقی و صدق ... 1442 بحوالہ حدیقۃ الصالحین ۔حدیث 745 ،صفحہ 583)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی دن بھی ایسا نہیں کہ جس میں دو فرشتے جب کہ بندے اٹھتے ہیں نازل نہ ہوتے ہوں۔ ان میں ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: بخیل کا مال رائیگاں کردے۔

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ

(جامع ترمذی . کتاب فضائل الجهاد ، باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل الله.1625 بحوالہ حدیقۃ الصالحین ۔حدیث 746 ،صفحہ 583)

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے۔ اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

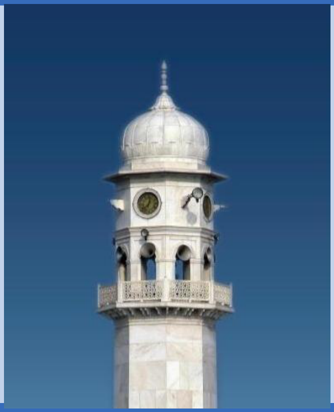

اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ
كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(سورۃ البقرۃ 262:2)

اس آیت کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں تحریر فرماتے ہیں۔

''یعنی خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گو وہ ایک ہی ہوتا ہے مگر خدا اس میں سے سات (7) خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو (100) دانے پیدا کر سکتا ہے یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا کی اسی قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر باقی نہ رہتا۔''

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 170-171)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ اپریل 2021ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 02 اپریل 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 02 اپریل 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ چل رہا تھا، آج بھی وہی ذکر ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عفت اور حیا بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ، دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ، سب سے زیادہ حیا والے عثمانؓ، عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ، قرآن کو جاننے والے ابی بن کعبؓ، حلال و حرام کو جاننے والے معاذ بن جبلؓ، فرائض کا علم رکھنے والے زید بن ثابتؓ اور امت کے امین ابوعبیدہ بن جراحؓ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں اپنی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹائے لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکے بعد دیگرے وہاں آئے تو رسول کریم ﷺ یوں ہی لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو ٹھیک کیا۔ بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استفسار پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کریم کے ذکر میں بیان کیا ہے، آپؓ فرماتے ہیں دیکھو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم کا لحاظ کیا کہ وہ لوگوں سے شرماتے تھے آپؐ ان سے شرمائے۔ خدا تعالیٰ کے کریم ہونے سے لوگوں کو گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفتِ کریم ہے تو بندے کو بھی حیا کرنی چاہئے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تواضع اور سادگی اتنی تھی کہ رات کے وضو کا انتظام خود کرتے اور کسی خادم کو نہ جگاتے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ فرمایا اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ پر کوئی ایسا جمعہ نہیں گزرا جس میں میں نے کوئی گردن آزاد نہ کی ہو۔ گھر کے محاصرہ کے دوران بھی آپؓ نے بیس غلام آزاد کئے۔ ایک جنگ کے دوران جب مسلمانوں کو بھوک کی تکلیف پہنچی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو اونٹ غلہ سمیت رسول اللہ ﷺ کو بھجوائے جس پر حضور ﷺ کے چہرہ پر خوشی اور مسرت پھیل گئی اور آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! عثمانؓ کو بہت عطا فرما۔ اے اللہ! عثمانؓ پر اپنا فضل و کرم نازل فرما۔

ابن سعید بن یربوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور مسجد میں کھیل رہا تھا جب کہ وہاں ایک خوبصورت بزرگ سر کے نیچے اینٹ کا ٹکڑا رکھے لیٹے ہوئے تھے۔ میں انہیں تعجب سے دیکھنے لگا تو انہوں نے آنکھیں کھول کر مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ پھر انہوں نے ایک لڑکے کو حکم دے کر پوشاک اور ایک ہزار درہم منگوائے اور مجھے عطا کئے۔ جب میں اپنے والد کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں کرمان کی جانب ایک مہم کے دوران چار ہزار مسلمانوں کے لشکر کو بارش کے پانی کی وجہ سے بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ امیرِ لشکر حضرت قطن بن عوف ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشوار گزار علاقہ پار کرنے والے سپاہی کے لئے ایک ہزار درہم انعام کا اعلان کیا تو ایک ایک کرکے تمام لشکر نے وادی پار کر لی۔ یوں ان سب کو چالیس لاکھ درہم دیئے گئے لیکن جب یہ معاملہ گورنر تک پہنچا تو اس نے رقم دینے سے انکار کر دیا اور معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجا۔ آپؓ نے فرمایا کہ امیرِ لشکر قطنؓ کو یہ رقم دے دو کیونکہ اس نے تو اللہ کے راستے میں مسلمانوں کی مدد کی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتابتِ وحی کا بھی موقع ملا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شدید گرم رات کو جب کہ نبی ﷺ پر جبرئیل

وحی نازل کررہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنحضور ﷺ کے سامنے بیٹھے لکھتے جارہے تھے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کا ایسا قرب کسی نہایت معزز و مکرم شخص کو ہی عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قرآن کریم کے تحریری صحیفے جمع ہوئے جو عہدِ فاروقی کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں قرأت میں اختلاف کے خطرہ کے پیشِ نظر آپؓ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تحریری صحیفے منگوا کر حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دے کر قریش کی لغت کے مطابق ان صحیفوں کی نقول تیار کروائیں اور وہ نقول اسلامی ممالک کو بھجوادی گئیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیتِ کریمہ سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم تمہیں وہ کلام سکھائیں گے جسے قیامت تک تم نہیں بھولو گے بلکہ یہ کلام اسی طرح محفوظ رہے گا جس طرح اس وقت ہے۔ اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کے اشد ترین معاند بھی آج کھلے بندوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم اسی شکل و صورت میں محفوظ ہے جس شکل و صورت میں رسول کریم ﷺ نے اسے پیش فرمایا تھا۔

نولڈکے، سپرنگر اور ولیم میور سب نے تسلیم کیا ہے کہ سوائے قرآن کریم کے اور کسی کتاب کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جس شکل میں بانیٔ اسلام نے وہ کتاب پیش کی تھی اسی شکل میں وہ دنیا کے سامنے موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع القرآن بتلاتے ہیں یہ بات غلط ہے۔ ہاں شائع کنندہ قرآن اگر کہیں تو کسی حد تک بجا ہے۔ آپؓ کے زمانہ میں اسلام دور دور تک پھیل گیا تھا اس لئے آپؓ نے چند نسخے نقل کرا کر مکہ، مدینہ، شام، بصرہ، کوفہ اور مختلف بلاد میں بھجوا دیئے تھے۔ جمع تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی ترتیب کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے ہی فرمایا تھا اور اسی پسندیدہ ترتیب کے ساتھ ہم تک پہنچایا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مدینہ کے لمبے عرصے سے دارالحکومت ہونے کی وجہ سے تمام قومیں ایک ہوگئیں۔ اس وقت مدینہ والے حاکم تھے۔ جن میں مہاجرین کا بڑا طبقہ تھا اور خود اہلِ مدینہ بھی اہلِ مکہ کی صحبت میں حجازی عربی سیکھ چکے تھے۔ چونکہ حکومت ان کے پاس تھی اور دیگر علاقوں کے لوگ مہاجرین و انصار سے دین سیکھتے تھے۔ لہٰذا سب ملک کی علمی زبان ایک ہوتی جاتی تھی۔ جنگوں کی وجہ سے بھی قبائل کو اکٹھے رہنے کا موقع ملتا تھا۔ صحابہؓ کی صحبت میں ان کی نقل کی طبعی خواہش بھی یک رنگی پیدا کرتی تھی۔ اس وقت علمی مذاق کے لوگ قرآنی زبان سے پوری طرح واقف ہوچکے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ آئندہ صرف حجازی قرأت پڑھی جائے۔ آپؓ کے اس حکم پر شیعہ لوگ اعتراض کرکے کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن بیاضِ عثمانی ہے حالانکہ یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک عربوں کے میل جول پر لمبا عرصہ گزر چکا تھا وہ ایک دوسرے کی زبانوں کے فرق سے پوری طرح آگاہ ہوچکے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا نزول حجازی زبان میں ہوا تھا اور قرأتوں کا فرق دوسرے قبائل کے اسلام لانے پر ہوا۔ بعض دفعہ ایک قبیلہ اپنی زبان کے لحاظ سے دوسرے قبیلہ سے کچھ فرق رکھتا تھا اور یوں بعض الفاظ کے معنی میں فرق ہوجاتا تھا اس لئے رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت بعض اختلافی الفاظ کے لہجے بدلنے یا دوسرا لفظ رکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں تمدن اور حکومت کے ذریعہ سے قبائلی حالت کی جگہ ایک قومیت اور ایک زبان نے لے لی اور سب لوگ حجازی زبان سے پوری طرح آشنا ہوگئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا کہ اب ان قرأتوں کو قائم رکھنا اختلاف کو قائم رکھنے کا موجب بن جائے گا۔ اس لئے ان قرأتوں کا عام استعمال بند کرنا چاہئے۔

حضورِ انور نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دور فرمائے۔ خاص طور پر پاکستان میں قانون کی وجہ سے مختلف وقتوں میں احمدیوں کے لئے مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں اور کسی صورت میں بھی انہیں اب آزادی نہیں رہی۔ اسی طرح الجزائر میں بھی بعض حکومتی اہلکار مشکلات کھڑی کرتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد حضورِ انور نے مرکزی آئی ٹی ٹیم کے تعاون سے تیار کردہ چینی ڈیسک کی ویب سائٹ کے اجراء کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ نمازِ جمعہ کے بعد میں یہ ویب سائٹ لانچ کروں گا۔ اس ویب سائٹ سے چینی زبان میں اسلام اور احمدیت کے متعلق تفصیلی معلومات مل سکیں گی۔ خدا کرے کہ یہ ویب سائٹ چینی عوام کے لئے ہدایت کا موجب ہو اور اسلام اور احمدیت کے لئے ان کے دل کھلیں۔

خطبہ کے آخری حصہ میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ محترم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ جو

15 مارچ 2021ء کو حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

2۔ مکرم ڈاکٹر نظام الدین بودھن صاحب آف آئیوری کوسٹ جو 15 مارچ 2021ء کو 73 برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

3۔ محترمہ سلمیٰ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب جو 24 جنوری 2021ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

4۔ مکرمہ کشور تنویر ارشد صاحبہ اہلیہ عبدالباقی ارشد صاحب چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ یوکے۔ آپ 27 فروری 2021ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

5۔ مکرم عبدالرحمٰن حسین محمد خیر صاحب آف سوڈان۔ آپ 24 دسمبر 2020ء کو 56 سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضورِانور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 09 اپریل 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 09 اپریل 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر چل رہا تھا، آپؓ کا کیا مقام تھا اس کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ہم، لوگوں میں سے ایک کو دوسرے سے بہتر قرار دیا کرتے اور سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بہتر ہیں پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسی طرح کی ایک روایت میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلمانوں میں افضل لوگوں کے بارہ میں سوال کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی ترتیب بیان کی۔ جب آپؓ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ سب سے بہتر ہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔

آنحضرت ﷺ کی نظر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں کسی شخص کا جنازہ لایا گیا لیکن آپؐ نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائی۔ کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑی ہو۔ آپؐ نے فرمایا: یہ شخص عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ پس اللہ بھی اس سے دشمنی رکھتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انصاف پسندی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپؓ کے بھائی ولید کے متعلق شکایت موصول ہوئی تو آپؓ نے اسے بھی سزا دی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر ولید کو دُرّے لگوائے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روایت کے متعلق اپنی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عقبہ کے خلاف تعزیر عائد کرنے کا جو ذکر ہے اس کا تعلق شراب پینے کے الزام سے ہے۔ شہادت سے ثابت ہونے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرابت کا لحاظ نہیں فرمایا بلکہ قرابت کی وجہ سے اسے دوگنا سزا دی۔ بجائے چالیس کے اسی کوڑے لگوائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؓ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اچھی طرح وضو کیا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اور پھر اس طرح دو رکعتیں پڑھیں کہ ان میں اپنے نفس سے باتیں نہ کیں تو جو گناہ بھی اس سے پہلے ہو چکے ہیں ان سب سے اس کی مغفرت کی جائے گی۔

جمعہ کے دن دوسری اذان کا اضافہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا تھا۔ اس سے قبل جمعہ کے دن پہلی اذان نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اس وقت ہوا کرتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگوں کی کثرت ہوگئی تو اس دور میں دوسری اذان کا رواج پڑا جو مسجد کے دروازہ پر پڑے ہوئے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر دی جاتی تھی۔

عید کے روز جمعہ کی نماز سے رخصت کے متعلق روایت ملتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عید کی نماز پڑھائی اور وہ جمعہ کا دن تھا۔ آپؓ نے خطبہ سے قبل نماز پڑھائی پھر لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا اے لوگو! یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے لئے دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ پس مدینہ کے اطراف میں رہنے والوں میں سے جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہتا ہے تو وہ انتظار کر سکتا ہے اور جو واپس جانا پسند کرتا ہے تو اس کو میری طرف سے واپس جانے کی اجازت ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ فقہ احمدیہ میں ایک چیز لکھی ہوئی ہے جس کے ابھی تک مجھے تو کوئی واضح ثبوت نہیں

ملے۔ وہاں یہ روایت درج ہے کہ عطا بن ابی رباح ؒ کہتے ہیں کہ ایک بار جمعہ اور عید الفطر دونوں ایک دن میں اکٹھے ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا: ایک دن میں دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں ان کو اکٹھا کر کے پڑھا جائے گا چنانچہ آپ نے دونوں کے لئے دو رکعتیں دوپہر سے پہلے پڑھیں۔ اس کے بعد عصر تک کوئی نماز نہ پڑھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس بارہ میں ابھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا تھا کیونکہ کوئی اور ایسی روایت نہیں ملی جو براہ راست آنحضرت ﷺ کے تعامل سے یا عمل سے ثابت ہوتی ہو کہ جب کہ ظہر کی نماز بھی چھوڑی گئی ہو۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اذان کے بعد بھی دیر سے آتے ہیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں تو اذان سنتے ہی وضو کر کے چلا آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صرف وضو! کیا آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو چاہئے کہ وہ غسل کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایاتِ حدیث میں حد درجہ محتاط تھے۔ چنانچہ دوسرے صحابہؓ کی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع احادیث بہت کم مروی ہیں۔ آپؓ کی کل روایات کی تعداد 146 ہے۔ آپؓ فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص میری طرف وہ منسوب کرے گا جو میں نے نہیں کہا، سو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

روایات کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ شادیاں کیں۔ یہ سب شادیاں آپؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النور کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک نور معرفت کا ہوتا ہے، جس سے بھلے برے کی تمیز ہوتی ہے۔ وہ نور ان گھروں میں ہوتا ہے، جن گھروں میں صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ فرمایا اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ہ (سورۃ النور 49:24) میں جس گروہ کا ذکر ہے وہ نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں نہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کبھی بھی مظفر و منصور نہیں ہوا، مگر دوسرا فریق **سمعنا و اطعنا** (سورۃ البقرہ 286:2) کہنے والا مظفر و منصور رہا۔ چنانچہ قرآن مجید نے فرمایا ہے وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ہ (سورۃ البقرۃ 6:2)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ یہ سب واقعی دین میں امین تھے۔ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ فرمایا: بخدا! اللہ تعالیٰ نے شیخین اور تیسرے ذوالنورین ہر ایک کو اسلام کے دروازے اور خیر الانام محمد رسول اللہ ﷺ کی فوج کے ہراول دستے بنایا ہے۔

پھر اہلِ تشیّع کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ہم تمہاری گالیوں کا شکوہ کیا کریں کیونکہ تم صحابہؓ کو گالیاں دیتے اور امہات المومنینؓ کو لعنت سے یاد کرتے ہو اور گمان کرتے ہو کہ خدا کی کتاب میں کچھ زیادہ اور کم کیا گیا ہے اور کہتے ہو کہ وہ بیاضِ عثمان ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ تم نے اسلام کو ایسا سمجھ لیا جیسا کہ ایک بیابان جس کی زمین خشک اور زراعت سے خالی ہے۔

فرمایا: مجھے میرے رب کی طرف سے خلافت کے بارہ میں از روئے تحقیق تعلیم دی گئی ہے اور مجھ پر میرے رب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ صدیق اور فاروق اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیکوکار اور مومن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ نے چن لیا۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ہی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ختم ہوتا ہے۔ آئندہ ان شاءاللہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شروع ہوگا۔

اس کے بعد حضور انور نے الاسلام ٹیم کی طرف سے تیار کردہ قرآن کریم کے جدید سرچ انجن کے پہلے ورژن کے اجراء کا اعلان فرمایا۔ یہ ویب سائٹ الاسلام سے علیحدہ بھی دیکھی جاسکتی ہے جس میں کسی بھی سورت، آیت، لفظ یا مضمون کو عربی، انگریزی یا اردو میں ایک جدید سرچ انجن کے ذریعے تلاش کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح الاسلام ویب سائٹ پر قرآن پڑھنے، سننے اور سرچ کی ویب سائٹ کا بھی نیا دیدہ زیب ورژن تیار کیا گیا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ پراجیکٹ قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا باعث بنے اور احباب جماعت بھی ان سے بھرپور فائدہ حاصل کرنے والے ہوں۔

اس کے بعد حضور نور نے پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے ایک مرتبہ پھر دعا کی تحریک فرمائی۔

خطبہ کے دوسرے حصہ میں حضور انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ بہت ساری درخواستیں آتی ہیں، مشکل ہے کہ ہر ایک کا ذکر کیا جائے۔ کچھ کا میں ذکر کر رہا ہوں اور باقی بغیر نام لئے ہی شامل ہیں۔

1۔ مکرم محمد صادق صاحب درگا رام پوری بنگلہ دیش

2۔ مکرمہ مختاراں بی بی صاحبہ اہلیہ رشید احمد اٹھوال صاحب دارالیمن ربوہ

3۔مکرم منظور احمد شاد صاحب لندن

4۔مکرمہ حمیدہ اختر صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن سلیم صاحب امریکہ

5۔مکرم ناصر پیٹر لوٹسین صاحب جرمنی

6۔مکرمہ رضیہ تنویر صاحبہ اہلیہ خلیل احمد تنویر صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

7۔مکرم میاں منظور احمد غالب صاحب آف سرگودھا

8۔مکرمہ بشریٰ حمید انور عدنی صاحبہ اہلیہ حمید انور صاحب آف یمن

9۔مکرمہ نور الصباح ظفر صاحبہ اہلیہ محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ کینیا

10۔مکرم سلطان علی ریحان صاحب

11۔مکرم مولوی غلام قادر صاحب مبلغ سلسلہ جموں کشمیر

12۔مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد صادق صاحب عارف درویش قادیان

13۔مکرم خالد سعداللہ المصری صاحب آف اردن

14۔مکرم محمد منیر صاحب دارالفضل ربوہ

15۔مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب دارالبرکات ربوہ

حضورانور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات نیز لواحقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اپریل 2021ء

رمضان المبارک کی مناسبت سے دعا کی اہمیت
قبولیتِ دعا کی شرائط اور فلسفہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 اپریل 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آیات 184 تا 187 کی تلاوت و ترجمہ پیش کرنے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال پھر ہمیں ماہِ رمضان میں سے گزرنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ صرف رمضان کے مہینے کو پانا، سحری اور افطاری کرنا کافی نہیں بلکہ روزوں کے ساتھ ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ روزوں کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعض حکم دیئے ہیں، اور ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں اپنا قرب عطا فرمانے اور قبولیتِ دعا کی نوید سنائی ہے۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بیماری اور جائز وجہ سے روزوں سے رخصتی اور بعد میں روزوں کی تعداد کو پورا کرنے نیز اگر طاقت ہو تو فدیہ ادا کرنے کا حکم ہے۔ قرآن کریم کی اہمیت اور اس کے نزول کے متعلق بتا کر یہ سمجھایا گیا ہے کہ اس تعلیم پر عمل کرنا ہمارے لئے ہدایت اور مضبوطی ایمان کا ذریعہ ہے۔ پھر ہمیں یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ اے نبی! میرے بندوں کو بتادے کہ میں ان کے قریب ہوں۔ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔

قبولیتِ دعا کے لئے بعض شرائط ہیں، جب ہم ان شرائط کے مطابق اپنی دعاؤں میں حسن پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب اور دعاؤں کو سننے والا پائیں گے۔

اس وقت میں دعا کی اہمیت، قبولیتِ دعا کی شرائط اور فلسفہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض فرمودات پیش کروں گا۔ قبولیتِ دعا کے مضمون میں یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ پہلا قدم بندے نے ہی اٹھانا ہے، جب اس کی انتہا ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت جوش میں آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا اور روح آستانہ الوہیت پر گرتی ہے۔ یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسے موت کہہ سکتے ہیں۔

قبولیتِ دعا کے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

کہ استجابتِ دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلے کی فرع ہے۔ دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے۔ جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل محبت اور وفاداری سے جھک کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدان میں آگے جاتا ہے اور بارگاہِ الوہیت میں اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے۔ تب قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

جس قدر ہزاروں معجزات انبیا سے ظہور میں آئے یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب اور کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہ دکھلا دیں گے۔ مجاہدہ پہلے بندے کے ذمہ ڈالا پھر یہ دعا سکھائی کہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔ سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے۔ اس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہمیں آنکھیں لے جاتی ہیں۔

پس ان دنوں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے۔ دلوں کو پاک کر کے حقیقی عابد بنائے اور اللہ تعالیٰ کے

بندوں کا حق ادا کرنے والا بھی بنائے۔ آج کل جس طرح شدت پسند کر رہے ہیں ان کی طرح نہ ہو جائیں کہ خدا اور رسول ﷺ کے نام پر ظلم کیے جا رہے ہیں۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس قدر گناہ گار ہو گئے ہیں کہ اب خدا تعالیٰ ہمیں بخشے گا نہیں۔ اصل میں شیطان یہ وسوسے ڈال رہا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شیطان کے اس حملہ سے بچنے کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گناہ کرنے والا گناہوں کی کثرت کا خیال کرکے دعا سے ہرگز باز نہ رہے۔ جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے بھی منکر ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہام **اِجیب کل دعائِک** کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کل سے مراد یہ ہے کہ جن کے نہ سننے سے ضرر پہنچتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تربیت اور اصلاح چاہتا ہے تو رد کرنا ہی اجابتِ دعا ہے۔ راز اور بھید یہی ہے کہ داعی کے لئے خیر اور بھلائی ردِ دعا میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبولِ دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا۔ میں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ دعا میں جب کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی۔

حضورِ انور نے فرمایا: روزانہ کی ڈاک میں لوگوں کے خط آتے ہیں کہ دعا کرتے ہیں اور زبردستی ایک کام کرنے کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں۔ پھر بھی اس کے نتیجے بہتر نہیں نکلتے تو اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہوتا ہے۔

فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا دعا کو انتہا تک پہنچایا کہ نہیں۔ اگر دعا کو انتہا تک پہنچایا اور پھر بھی اس کے نتائج نہیں نکلے تو پھر یہی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی اور اسی میں انسان کا فائدہ تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں کیونکہ جوشِ نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے ان مضرتوں اور بدنتائج کو ملحوظ رکھ کر دعا کو رد بھی کر دیتا ہے اور یہ رد ہی اس کے لئے قبولِ دعا ہوتا ہے۔

قبولیتِ دعا کی شرائط کی وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ دعا کرانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ دعا کرانے والا اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدِ نظر رکھے۔ صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنائے۔ تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کے لئے بابِ استجابت کھولا جاتا ہے۔ پھر قبولیتِ دعا کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اعتقادی لحاظ سے مضبوط ہو، عملِ صالح کرنے والا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کا تقدم اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے دو نام عزیز اور حکیم ہیں۔ عزیز تو یہ ہے کہ ہر کام کر دینا اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔

فرمایا: تقویٰ کو شریعت کا خلاصہ اور مغزِ شریعت کہہ سکتے ہیں۔ اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رحم کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے ایک رحمانیت اور دوسرا رحیمیت۔ رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو زمین و آسمان اور ارضی و سماوی اشیا کی صورت میں ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے ہی شروع ہوا۔

دوسری رحمت، رحیمیت کی ہے یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا کرتا ہے۔ دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ مانگتے جاؤ گے ملتا جائے گا۔ مانگنا انسان کا خاصہ اور استجابت اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو اور انہیں کام میں لاؤ۔ قانونِ قدرت میں قبولیتِ دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانے میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لئے اس نے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔

دعا کے حوالہ سے نماز کی غرض اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ نماز کی اصل غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا قانونِ قدرت کے عین مطابق ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ چند باتیں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطا کردہ عظیم خزانے میں سے پیش کی ہیں جن پر عمل کر کے ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔

پاکستان اور الجزائر سمیت جہاں بھی احمدیوں کو تکلیفیں دی جاتی ہیں ان کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ دوسروں کے لئے دعائیں کرنے والے کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ پس یہ فائدہ مند سودا ہے، اس لئے یہ نسخہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں خاص طور پر اس نسخے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اپریل 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق

اعظم، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23 اپریل 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کروں گا۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بنوعدی بن کعب سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام خطاب بن نفیل جب کہ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم تھا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخِ پیدائش کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں۔ مثلاً ایک رائے یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی جنگِ فجار سے چار سال قبل یا دوسری رائے کے مطابق چار سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ ایک روایت میں آپؓ کا سنِ ولادت عام الفیل 570 عیسوی کے تیرہ سال بعد یعنی 583ء بیان کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 6 نبوی میں 26 برس کی عمر میں اسلام قبول کیا یوں آپ کا سنِ ولادت 590ء بنتا ہے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تب پیدا ہوئے جب نبی کریم ﷺ اکیس سال کے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوحفص تھی۔

ایک مرتبہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپؓ کا لقب فاروق کس طرح رکھا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے اور مسجد حرام میں ابوجہل کو کمان مار کر زخمی کرنے کے تیسرے دن باہر نکلا۔ راستے میں بنومخزوم کے ایک شخص سے علم ہوا کہ میری بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کرلیا ہے جس پر میں اپنی بہن کے گھر گیا جہاں مجھے کچھ پڑھے جانے کی سرگوشیاں سنائی دیں۔ میں اندر داخل ہوا اور وہاں بات بڑھ جانے پر میں نے اپنے بہنوئی کا سر پکڑلیا اور اس کو مار مار کر لہولہان کر دیا۔ ایک روایت میں بہن کے زخمی ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خون بہتا دیکھ کر مجھے شرمندگی ہوئی، میں بیٹھ گیا اور کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ میری بہن نے کہا کہ پہلے تم غسل کرو۔ جب میں نے غسل کیا تو انہوں نے وہ صحیفہ میرے لئے نکالا یہ سورۃ طٰہٰ کی آیات 2 تا 9 تھیں۔ جن کی عظمت کا میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ میں فوراً وہاں سے دارِارقم گیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر میں نے اسلام قبول کرلیا جس پر تمام صحابہؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا جسے اہلِ مکہ نے سنا۔ اس کے بعد ہم دو صفوں میں ہوکر مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔ ایک صف میں میں تھا جب کہ دوسری صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جب قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو انہیں ایسا شدید دکھ اور تکلیف پہنچی کہ ایسی تکلیف پہلے کبھی نہیں پہنچی تھی۔ اس روز رسول اللہ ﷺ نے میرا نام فاروق یعنی حق اور باطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے والا رکھا۔ روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارِارقم میں اسلام قبول کرنے والے آخری شخص تھے۔

گھڑسواری اور کشتی کے ماہر، دراز قد اور مضبوط جسم والے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے ان سترہ آدمیوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبولِ اسلام سے پیشتر قریش کی طرف سے سفارت کا عہدہ آپؓ کے سپرد تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام سے شدید دشمنی تھی لیکن ان میں روحانی قابلیت بھی موجود تھی۔ باوجود رسول کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو تکالیف پہنچانے کے، ان کے اندر جذبہ رقت بھی موجود تھا۔ چنانچہ ہجرتِ حبشہ کی رات، اندھیرے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کا چکر لگا رہے تھے کہ ایک صحابیہؓ کو سفر کی تیاری کر کے کہیں جاتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر ان صحابیہؓ نے کہا کہ عمر! ہم اس لئے وطن چھوڑ کر جارہے ہیں کہ تم اور تمہارے بھائی ہمارا یہاں رہنا پسند نہیں کرتے اور ہمیں خدائے واحد کی عبادت کرنے میں یہاں آزادی میسر نہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رقت کا ایسا جذبہ آیا کہ آپؓ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہا اچھا جاؤ! خدا تمہارا حافظ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے لئے آنحضور ﷺ نے یہ دعا بھی کی تھی کہ اے اللہ! ان دو اشخاص یعنی ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے اپنے زیادہ محبوب شخص کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا کر۔

ذوالحجہ 6 نبوی میں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت مکہ میں مسلمان مردوں کی تعداد چالیس تھی۔ آپؓ کے قبولِ اسلام کے موقعہ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضور ﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے محمدؐ! عمرؓ کے اسلام لانے سے آسمان والے بھی خوش ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کی وجہ بننے والے متعدد واقعات و روایات کتب حدیث اور سیرت میں مذکور ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ابوجہل نے حضور ﷺ کو قتل کرنے والے شخص کے لئے بہت بڑے انعام کا اعلان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور ﷺ کے قتل کے ارادہ سے ننگی تلوار لے کر نکلے۔ راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بچھڑا

ذبح ہوتے دیکھا اور اس کے پیٹ میں سے یہ آواز سنی کہ اے آلِ ذریح! ذریح اس بچھڑے کا نام تھا۔ ایک پکارنے والا، اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی کی طرف بلا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ یہ تو میری طرف اشارہ ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر یہ روایت صحیح ہے تو لگتا ہے کوئی کشفی نظارہ تھا جو آپؓ نے وہاں اس وقت دیکھا۔

ایک دوسری روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے ایک رات مسجدِ حرام میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو نماز میں مشغول دیکھا۔ آنحضور ﷺ سورہ رحمٰن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے قرآن کریم سنا تو میرا دل اس کی وجہ سے پگھل گیا اور میں رو پڑا اور اسلام میرے اندر داخل ہوگیا۔

ایسی ہی ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میری بہن کو دردِ زِہ اٹھا تو میں دعا کرنے کے لئے کعبہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور ﷺ کو نماز میں تلاوت کرتے سنا۔ اس کلام نے آپؓ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ جب حضور ﷺ وہاں سے جانے لگے تو آپؓ رسول کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اے عمر! تم مجھے نہ رات کو چھوڑتے ہو نہ دن کو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈر گئے کہ کہیں حضور اکرم ﷺ ان کے لئے بددعا نہ کریں چنانچہ آپؓ نے فوراً کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

ایک اور روایت میں آپؓ کے قبولِ اسلام کا یوں ذکر ملتا ہے کہ ایک دن آپؓ نے حضور ﷺ کو سورۃ الحاقہ کی تلاوت کرتے سنا تو قرآن کریم کی بناوٹ اور ترکیب سے متعجب ہو کر سوچا کہ بخدا! یہ تو کسی شاعر کا کلام ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ سوچا تو آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں کہ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ o وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ (الحاقة 69:42-41) یعنی یقیناً یہ عزت والے رسول کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے سوچا کہ یہ تو کاہن یعنی جادوگر ہے تو آنحضور ﷺ نے یہ پڑھا کہ وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ o (الحاقة 69:43) یعنی یہ کسی کاہن کا قول نہیں، بہت تھوڑا ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام سے متعلق روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ تاریخ و سیرت کی کتب میں مختلف روایات ملتی ہیں، ان روایتوں کو جنہوں نے بھی صحت پر سمجھا ہے بیان کی ہیں۔ ہم تو اسی روایت کو صحیح مانتے ہیں جو بہن اور بہنوئی کے گھر والا معاملہ تھا اور پھر وہاں سے آپؓ دارِ ارقم گئے۔ عین ممکن ہے کہ مذکورہ تمام روایات اپنی جگہ درست ہوں جن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مختلف مواقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں تبدیلی کے واقعات ہوتے رہے اور آخری واقعہ وہی ہوا جب بہن کے گھر میں قرآن کریم سنا اور اسلام قبول کرنے کے لئے دربارِ رسالت میں حاضر ہوگئے۔

خطبہ کے آخری حصہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ مکرم احمد محمد عثمان شبوطی صاحب صدر جماعت احمدیہ یمن جو 9 اپریل 2021ء کو 87 سال کی عمر میں مصر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

2۔ مکرم قریشی ذکا اللہ صاحب اکاؤنٹنٹ دفتر جلسہ سالانہ۔ یہ بھی 9 اپریل 2021ء کو 87 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

3۔ مکرم ملک خالق داد صاحب 2 اپریل 2021ء کینیڈا میں 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

4۔ مکرم محمد سلیم صابر صاحب کارکن نظارت امورِ عامہ۔ آپ 27 مارچ 2021ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

5۔ محترمہ نعیمہ لطیف صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب آف امریکہ۔ مرحومہ 10 مارچ 2021ء کو وفات پاگئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

6۔ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد شریف صاحب آف کینیڈا۔ مرحومہ 11 مارچ 2021ء کو 80 برس کی عمر میں وفات پاگئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اپریل 2021ء

رمضان المبارک اور بالخصوص آخری عشرہ کی مناسبت سے درود شریف اور توبہ و استغفار کی اہمیت کا بیان اور ان کے ورد کی تلقین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30 اپریل 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل ہم ماہِ رمضان میں سے گزر رہے ہیں اور آخری عشرہ میں داخل ہونے والے ہیں۔ جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخری عشرہ میں جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس ہمیں ان دنوں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے، درود اور توبہ واستغفار نیز بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ اتنی کوشش فرماتے کہ جو اس کے علاوہ کبھی دیکھنے میں نہ آتی۔ آنحضرت ﷺ مومنوں کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔ پس ہمیں اپنی استعدادوں کے مطابق ان اعلیٰ معیاروں تک پہنچنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں لگ جائیں، احمدیوں کو تو خاص طور پر اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں اور باقی مسلمان ممالک میں بھی جماعت کے خلاف مختلف کوششیں ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں بچا کے رکھے۔ اسی طرح یہ وبا جو پھیلی ہوئی ہے ان سے بھی اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ اور پھر اس زمانے میں آپؐ کے غلامِ صادق کے ذریعہ دعاؤں کے مقبول ہونے کے طریق سکھلائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا قبولیتِ دعا کے لئے بہت ضروری ہے ورنہ دعائیں زمین وآسمان کے درمیان معلق ہو جاتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو، تمہارا درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ جو شخص دلی خلوص سے مجھ پر درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا۔

ہم جو اس بات کے دعوے دار ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کے مقام و مرتبے کا ادراک حاصل کیا ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ درود کی اہمیت کو سمجھیں اور صرف اس لئے درود نہ پڑھیں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنے بلکہ اس لئے کہ مستقل پاکیزگی ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہام صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ آدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْن کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اس کے طفیل اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہیں۔ سبحان اللہ! اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیت میں کیا اعلیٰ مراتب ہیں کہ اس کا محبوب خدا کا محبوب اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضور ﷺ کی غلامی میں آنے والے وہ امتی نبی ہیں جنہیں آنحضور ﷺ کے کام کو پھیلانے کے لئے بھیجا گیا۔ پس آج دنیا میں آپؑ کا جو مقام ہے یہ آنحضرت ﷺ کی غلامی کی وجہ سے ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں اور ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد ﷺ کی طرف بھیجی تھیں۔

ہم اس مسیح اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں جس کے متعلق آسمان پر فرشتوں نے بھی کہا تھا کہ ھذا رجل یحب رسول اللّٰہ۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدے یعنی مُحیی کی محبتِ رسول ﷺ ہے۔ پس ہم کہ جنہوں نے اس مُحیی کے مشن کو آگے بڑھانے کا عہد کیا ہے ہمارا فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہوئے اس مسیح ومہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون و مددگار بنیں۔ ہم احمدیوں کے کندھوں پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اگر ہم نے تاقیامت ان انعامات وافضال کا وارث بننا ہے تو ہمیں آنحضرت ﷺ پر درود وسلام بھیجتے چلے جانا ہوگا۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ کس طرح دشمن کے مکر اور اس کے حربے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے معنی ہوئے کہ اے اللہ! تو رسول کریم ﷺ کے لئے دعا کر۔ جب ہم خدا تعالیٰ کے بارہ میں کہتے ہیں کہ وہ دعا کرتا ہے تو اس کے معنی ہوئے کہ وہ اپنی مخلوق اور پیدا کی ہوئی سب چیزوں کو کہتا ہے کہ میرے بندے کی تائید کرو۔ پس اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے معنی ہوئے کہ اے اللہ! تو ہر نیکی اور بھلائی رسول اللہ ﷺ کے لئے چاہ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ کے یہ معنی ہیں کہ اے اللہ! تو نبی کریم ﷺ کے لئے اپنی رحمتیں، فضل اور انعامات کو اتنا بڑھا کہ سارے جہان کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر اکٹھی ہو جائیں۔

پس جب ہم دل میں درد رکھتے ہوئے آپؐ کے دین کی سربلندی کے لئے دعا کریں گے تو خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان دعاؤں اور درود سے فیضیاب کرے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم پر عمل ہو، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو۔ حقیقی آل بننے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر ظلم ہوں۔ قانون توڑ کر، لوگوں کو تکلیف میں ڈال کر، سڑکیں بلاک کر دیں، یہاں تک کہ مریض ہسپتال بھی نہ پہنچ سکیں اور پھر درود پڑھ کر کہیں کہ ہم رسول ﷺ کے عاشق ہیں ہمیں کچھ نہ کہا جائے تو یہ سب باتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کی صریح نافرمانی ہیں۔

درود شریف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے مزید ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں مومنوں کو فرمایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا کرو۔ درود کی اتنی اہمیت ہے کہ

خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی آپؐ پر درود بھیجتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ الاحزاب کی آیت 57 کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ اس رمضان میں بھی اور بعد میں بھی ہمیں ہمیشہ درود کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے درود بھیجنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ (آمین)

دوسری بات جس کی طرف میں اس وقت خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ استغفار ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ یہ انتہائی اہم دعا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ استغفار کے اصلی اور حقیقی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے۔ غفر ڈھانکنے کو کہتے ہیں سو اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد میں عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنی اور وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ گناہ جو صادر ہو چکا ہے خدا ڈھانک لے۔ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا، وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے محفوظ اور قائم رکھنے والا ہے۔

اس کی طرف اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیت کا کام پورا ہو گیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے اسی لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی۔ اسی کی طرف آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں اشارہ ہے کہ تیری قیومیت اور ربوبیت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے۔

بہت سے نوجوان اور بچے یہ سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس حد تک بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت بہت وسیع ہے، اس کی کوئی حد نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ انسان حقیقی توبہ کرنے والا ہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا وہ شخص بھی خوش نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں دوگنا اس کے قریب ہوتا ہوں۔ پس یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے اور اپنے گناہ معاف کروانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھیں۔

یہ مہینہ اللہ تعالیٰ نے خاص اس کام کے لئے ہمیں دیا ہے۔ رمضان کا مہینہ قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے اور اس کا آخری عشرہ جہنم سے بچانے والا بھی ہے۔ پس اگر ہم اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ لیں گے، اگر ہمارے درود اور استغفار اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں گے تو دشمن ہزار کوششیں کر لے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ رمضان کی دعاؤں میں مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کریں اسی طرح کورونا کی وبا سے محفوظ رہنے کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس بلا سے دنیا کو بھی نجات دے، ہمیں بھی محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں درود اور استغفار کرنے والا بنائے۔ آمین

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 26,19,13,6 اپریل، 3 مئی 2021ء)

یاد رکھنا کہ خدا دیکھ رہا ہے پھر بھی

مکرم حافظ اسد اللہ وحید صاحب

جرم ہے آگ سے بے کس کو بچاتے رہنا
سلسلہ عام ہے زندوں کو جلاتے رہنا
سینکڑوں قتل مگر ایک ہی دستور یہاں
نعش ہاتھوں میں لئے پاؤں گھساتے رہنا
بیٹیوں ماؤں کی تقدیر تو دیکھو لوگو!
چاک چادر پہ لہو گرد سجاتے رہنا
چیخنا پیٹنا انصاف کے دروازوں کو
ماتم عقل ہے بہروں کو سناتے رہنا
مرنے والوں کو تو مرنے کا سلیقہ ہی نہیں
جان دیتے ہوئے اپنوں کو رلاتے رہنا
گولیاں مار سلائے ہیں جنہوں نے گستاخ
گولیاں دے کے انہیں روز سلاتے رہنا
صبر گر جرم ہے بے صبر بنا دو مجھ کو
اور بے صبر کو پھر صبر سکھاتے رہنا
اسلحہ ساز خداؤں پہ ہنسی آتی ہے
مال اپنی ہی حفاظت پہ اڑاتے رہنا
دیکھنا ہاتھ میں کشکول بڑا ہو ورنہ
خاتمہ طے ہے فقیروں کو بتاتے رہنا
ڈھیٹ دیوار ہے دھکوں سے گرے گی کیونکر
شان جھوٹوں کی صداقت سے گراتے رہنا
ایک تدبیر فتحیاب بنا دیتی ہے
نفس بہا جائے تو اوقات بتاتے رہنا
یاد رکھنا کہ خدا دیکھ رہا ہے پھر بھی
اس کی رحمت کا تقاضا ہے بچاتے رہنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے شاندار ایثار اور بے مثال مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات

مرتبہ: مکرم محمود احمد ملک صاحب، یوکے

قرآن کریم نے انفاق مال کے ساتھ بہترین اور پسندیدہ مال کی شرط بھی لگائی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مال پیش کرنے کا تعلق ایثار سے ہے۔ اپنی ضروریات اور متفرق حوائج کو چھوڑتے ہوئے یعنی اپنی خواہشات کا قلع قمع کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کو بخوشی پیش کردینا ہی انفاق کی حقیقی روح ہے۔ یعنی مال پیش کرنے کا مقصد محض خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہئے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! اجر کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تُو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ وخیرات میں ایسی دیر نہ کر یہاں تک جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے فلاں کو اتنے دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا یعنی اب تیرے اختیار سے نکل چکا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ، حدیث نمبر 1330)

انفاق فی سبیل اللہ دو طرح سے ہے یعنی فرض جیسے زکوٰۃ اور نفل مثلاً صدقات۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی زیر تربیت صحابہؓ ہر دو طرح کی مالی قربانیوں میں انتہا درجے پر پہنچے ہوئے تھے۔

اس حوالہ سے متعدد احادیث اور صحابہؓ کے شاندار ایثار اور بے مثال مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات روزنامہ الفضل ربوہ سالانہ نمبر 1999ء (سیرت صحابہؓ نمبر) میں پروفیسر عبدالسمیع خاں صاحب کے قلم سے درج ہیں۔ جن میں سے چند واقعات کا انتخاب مکرم محمود احمد ملک صاحب نے الفضل ڈائجسٹ کے لئے کیا ہے، درج ذیل ہیں۔

فرض یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے صحابہؓ کا اسوہ یوں تھا کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب پھل پک جاتے اور زکوٰۃ کا وقت آتا تو صحابہؓ جوق در جوق اپنے اموال کی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتے یہاں تک کہ ایک ڈھیر لگ جاتا۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضور ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ ایک صحابی کے پاس جب آپؓ پہنچے تو انہوں نے اپنا بہت سا مال پیش کردیا۔ آپؓ نے کہا کہ تم پر صرف اونٹنی کا ایک بچہ فرض ہے۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ بچہ کس کام کا؟ نہ وہ سواری کے قابل ہے، نہ دودھ دیتا ہے، آپؓ یہ اونٹنی لے جائیں۔ آپؓ نے بتایا کہ آنحضور ﷺ کی اجازت کے بغیر آپؓ اسے قبول نہیں کرسکتے تو وہ صحابیؓ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بات دہرائی۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے اونٹنی قبول کرتے ہوئے فرمایا: فرض تو وہی ہے جو اُبی بن کعبؓ نے بیان کیا ہے لیکن اگر تم اس سے زیادہ دو تو وہ صدقہ ہوگا اور ہم اس کو قبول کرلیں گے۔

ایک صحابیؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ جب ہمیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجتے تو فرماتے کہ دودھ دینے والی اونٹنی وصول نہیں کرنی۔ ایک جگہ کسی نے ایک نہایت خوبصورت، جسیم اونٹنی پیش کی مگر مَیں نے قبول نہ کی۔ اُس نے اصرار کیا کہ اُس کے مال میں سے بہترین اونٹنی لے لوں۔ پھر میرے کہنے پر نسبتاً کم قیمت والی اونٹنی لے آیا تو مَیں نے اسے کہا کہ مَیں اسے قبول تو کر لیتا ہوں مگر اس بات سے ڈرتا ہوں کہ حضور ﷺ کہیں مجھ پر ناراض نہ ہوں۔

ایک صحابیہؓ اپنی لڑکی کے ساتھ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا اِن کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن تمہارے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے۔ انہوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپؐ کے سامنے ڈال دیئے۔

یہ فرض کی چند مثالیں تھیں لیکن جب معاملہ زکوٰۃ کی بجائے صدقات کا ہو تو صحابہؓ کی زندگیوں میں نہایت دلکش اور ایمان افروز نظارے نظر آتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی بار اپنا سارا مال خدا اور اُس کے رسولؐ کی خاطر پیش کردیا۔ حتیٰ کہ ہجرت کے وقت اپنا سارا مال پانچ چھ ہزار درہم بھی اپنے ہمراہ لے لئے تا کہ راستے میں راہِ خدا میں پیش کرسکیں۔ آپؓ کی روانگی کے

بعد آپؓ کے والد ابو قحافہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، آپؓ کے گھر آئے اور آپ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا تمہارا باپ کچھ گھر میں بھی چھوڑ گیا ہے یا مصیبت میں مبتلا کر گیا ہے۔ ابو قحافہ کی نظر کمزور تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قوت ایمانی ملاحظہ کیجئے کہ انہوں نے کچھ پتھر ایک کپڑے کے نیچے رکھ دیئے اور اپنے دادا کا ہاتھ اُن پر رکھا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے لئے خیر کثیر چھوڑ گئے ہیں۔ اس پر ابو قحافہ نے اطمینان کا اظہار کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا نصف مال آنحضور ﷺ کے قدموں میں رکھ کر سوچا کہ آج مَیں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا۔ لیکن جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے اپنا سارا مال راہِ خدا میں پیش کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں ان پر کبھی کسی چیز میں سبقت نہیں لے جا سکتا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے بہترین مال کو خدا کے حضور پیش کرو تو کئی صحابہؓ کرام (مثلاً حضرت طلحہؓ، حضرت ابو الدحداحؓ اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ) نے اپنے باغ صدقہ کر دیئے، بعض صحابہؓ (مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے باغ کا پھل راہِ خدا میں پیش کیا، کئی صحابہؓ (مثلاً حضرت اسماءؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ) نے اپنے کئی غلاموں کو آزاد کیا۔ بعض صحابہؓ (مثلاً حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابن عمرؓ) نے اپنے بہترین جانور پیش کر دیئے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی چیز انہیں اپنے مال میں زیادہ پسند آتی تو اُسے اللہ کی راہ میں دے کر قربِ الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ آپؓ کے غلاموں کو آپؓ کی اس عادت کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی غلام نماز کے لئے خوب تیار ہو کر مسجد میں جا کر بیٹھ جاتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کو اس حالت میں دیکھتے تو خوش ہو کر اسے آزاد کر دیتے۔ آپؓ کے ساتھی آپؓ سے کہتے کہ ان غلاموں میں عبادت کا شوق نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف آپؓ کو دھوکا دیتے ہیں۔ آپؓ فرماتے: ''جو ہم کو اللہ کے معاملہ میں دھوکا دے گا، ہم ضرور اُس کے دھوکے میں آئیں گے۔''

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مالی قربانیوں کا شمار ممکن نہیں۔ آنحضور ﷺ نے ایک خطبہ میں جب جیش عسرہ کی ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی تو آپؓ نے ایک سو اونٹ مع کجاوہ و پالان کے دینے کا وعدہ کیا۔ جب آنحضور ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا تو آپؓ نے مزید ایک سو اونٹوں کا وعدہ کیا۔ پھر جب آنحضورؐ نے تیسری بار توجہ دلائی تو آپؓ نے بھی مزید ایک سو اونٹوں کا وعدہ کر لیا۔ تب آنحضورؐ نے آپؓ کے لئے یوں دعا کی:

''اے میرے اللہ! عثمان کو بھول نہ جانا، عثمان پر کوئی مؤاخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کرے۔''

غزوہ تبوک میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار سواریاں پیش کیں اور غزوہ کے کُل خرچ کا ایک تہائی پیش کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مالدار تاجر تھے۔ آپؓ نے ایک دفعہ سات سو اونٹ مع سامان تجارت کے صدقہ کئے۔ ایک بار چار ہزار درہم، پھر چالیس ہزار درہم، پھر چالیس ہزار دینار، پھر پانچ سو اونٹ، پھر ڈیڑھ ہزار اونٹنیاں صدقہ کیں، کئی سو گھوڑے جہاد کے لئے پیش کئے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک غلطی پر نادم ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمالی۔ پھر وہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مکان اور سارا مال صدقہ کر دیا۔ آنحضور ﷺ نے ایک تہائی مال کا صدقہ قبول فرمالیا۔

اسی طرح حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ جب قبول ہوئی تو انہوں نے بھی اپنا سارا مال بطور شکرانہ کے صدقہ کرنے کے لئے آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کچھ مال اپنے پاس رکھ لو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن کے گورنر تھے اور آپؓ کا وظیفہ پانچ ہزار دینار تھا۔ مگر سارا وظیفہ صدقہ کر دیتے اور خود چٹائیاں بُن کر گزارا کرتے۔ آپؓ کے بھانجے نعمان بن حمید کہتے ہیں کہ آپؓ فرماتے تھے: مَیں کھجور کے پتے ایک درہم میں خریدتا ہوں اور محنت کر کے انہیں تین درہم میں بیچتا ہوں۔ ایک درہم تو اسی کام کے لئے رکھ لیتا ہوں، دوسرا درہم اہل و عیال پر خرچ کرتا ہوں اور ایک درہم صدقہ کر دیتا ہوں۔ کوئی بھی مجھے اس کام سے روکے تو مَیں نہیں رکوں گا۔

آنحضور ﷺ نے ایک خطبہ عید میں صدقہ و خیرات کی ترغیب دی تو صحابیاتؓ نے اپنے کانوں کی بالیاں، گلے کے ہار اور انگلیوں کے چھلے تک اتار کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر میں ڈال دیئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ ان دونوں کے طریقے مختلف تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کرتیں اور جب کچھ مال جمع ہو جاتا تو تقسیم کر دیتیں لیکن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو کوئی چیز پاس رکھتی ہی نہیں تھیں۔

ایک بار ایک صحابیؓ انڈے کے برابر سونا لے کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے یہ سونا ایک کان سے ملا ہے، اسے بطور صدقہ قبول فرمائیے، اس کے علاوہ میرے پاس اَور کچھ

نہیں ہے۔اس پر آنحضور ﷺ نے اعراض فرمایا تو اُس صحابیؓ نے دوبارہ عرض کیا اور پھر سہ بارہ عرض کیا۔اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنا تمام سرمایہ صدقہ میں دے دیتے ہو اور پھر بھیک مانگنے لگتے ہو۔بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی انسان کے پاس کچھ مال رہ جائے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دو اعرابی سائل آئے تو آپؓ انہیں بازار لے گئے۔ دو اونٹنیاں خرید کر اُن کا سامان خریدا اور اُن پر غلہ لاد کر اعرابیوں کے حوالہ کر دیا۔

تاریخ اسلام میں بہت سے واقعات محفوظ ہیں جب کئی صحابہؓ نے سائل کی ضرورت پوری کرنے کے لئے قرض لیا۔اور بے شمار صحابہؓ نے صدقہ وخیرات کرنے کے لئے مزدوری کی اور اپنی محنت کی کمائی پیش کردی۔ اُمّ المومنین حضرت زینب بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا چمڑہ رنگنے اور سینے کے فن سے آشنا تھیں اور اس طرح جو آمد ہوتی اللہ کی راہ میں خرچ کرتیں۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوت کات کر مجاہدین کی مدد کیا کرتی تھیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھالیں بناتیں اور اُن سے ہونے والی آمدنی صدقہ کرتیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: ’’کیا صحابہ کرام مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہوتی، ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولا کریم کی رضامندی کا نشان ہے، کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء،صفحہ 79)

روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کو ایک چادر کی شدید ضرورت تھی۔ایک صحابیہ نے اپنے ہاتھ سے چادر بن کر آپؐ کی خدمت میں پیش کی۔آپؐ اسے زیب تن کر کے صحابہ کی مجلس میں آئے تو آپؐ کے جسم مبارک پر وہ بہت جچ رہی تھی۔مگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ چادر مجھے دیدیں۔رسول اللہؐ جب مجلس سے واپس تشریف لے گئے تو چادر ان کو بھجوادی۔دوسرے صحابہؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت ناراض ہوئے کہ انہوں نے چادر کیوں مانگی مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ چادر اس لئے مانگی تھی کہ مجھے بطور کفن پہنائی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(صحیح بخاری۔کتاب البیوع،باب النساء،حدیث نمبر 1951)

ایک صحابی حضرت ربیعہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غربت کی وجہ سے شادی نہ کرتے تھے۔آنحضرت ﷺ نے خود ان کا رشتہ کروایا۔ ولیمہ کا وقت آیا تو حضورؐ نے انہیں فرمایا: عائشہؓ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری لے آؤ۔وہ فرماتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس ٹوکری میں تھوڑا سا آٹا ہے اور اس کے علاوہ کھانے کی کوئی اَور چیز نہیں لیکن چونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے اس لئے لے جاؤ چنانچہ اس آٹے سے ولیمے کی روٹیاں پکائی گئیں۔

(مسند احمد بن حنبل۔جلد 4،حدیث نمبر 15982)

حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قبول اسلام سے قبل آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے مجھے بکری کا دودھ پیش کیا جو آپؐ کے اہل خانہ کے لئے تھا۔حضورؐ نے مجھے سیر ہو کر وہ دودھ پلایا اور صبح میں نے اسلام قبول کرلیا۔بعد میں مجھے پتہ لگا کہ آنحضرت ﷺ نے وہ رات بھوکے رہ کر گزاری جب کہ اس سے پچھلی رات بھی بھوکے گزاری تھی۔

(مسند احمد بن حنبل۔جلد 6،حدیث نمبر 25968)

ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی معاملہ میں درخواست کی تو حضور ﷺ نے فرمایا ابھی تو اہل صفہ کا انتظام نہیں ہوا۔یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں دیدوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ بھوک سے ان کے پیٹ دہرے ہوتے رہیں۔

دراصل یہی سبق تھے جو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے اپنے آقا و مولیٰ سے سیکھے۔اور پھر مالی قربانی کے نتیجہ میں جو برکتیں نازل ہوئیں اُن کا بھی مشاہدہ کیا۔

حضرت دکین بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم 440 آدمی تھے اور ہم نے حضورؐ سے غلہ مانگا۔آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اٹھو اور انہیں دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے پاس تو صرف اتنا ہے جو میرے اور میرے بچوں کے لئے گرمی کے موسم میں کفایت کرے۔آپؐ نے فرمایا اٹھو اور دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر گھر آئے۔کمرہ کھولا تو وہاں کھجوروں کا چھوٹا سا ڈھیر تھا۔ہم میں سے ہر آدمی نے اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے لے لیا۔مگر خدا کی قدرت کہ اس ڈھیر میں ذرّہ برابر کمی نہ آئی۔

(حلیۃ الاولیاء۔جلد اوّل،صفحہ 365)

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کیا آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھلایا ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اٹھے گھر پہنچے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اس سے لے لیا۔وہ لے کر مسجد گئے اور وہاں ایک سائل ملا تو روٹی کا وہ ٹکڑا اسے

دے دیا۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الزکوٰۃ، حدیث نمبر 1422)

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی سائل نے آکر سوال کیا تو آپؓ نے حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے فرمایا کہ اپنی اماں سے جاکر کہو میں ان کے پاس چھ درہم چھوڑ آیا ہوں ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ چنانچہ وہ صاحبزادے گئے اور واپس آکر کہا کہ اماں جان کہتی ہیں کہ آپؓ نے آٹا خریدنے کے لئے وہ چھ درہم چھوڑے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بندے کا ایمان سچا نہیں ہوسکتا جب تک کہ بندہ کو اس چیز پر جو اللہ کے قبضہ میں ہو، زیادہ اعتماد نہ ہو بہ نسبت اس چیز کے جو بندے کے قبضہ میں ہو۔ پھر فرمایا کہ جاکر اپنی اماں سے وہ چھ درہم لے آؤ۔ حضرت فاطمۃ الظہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ رقم بھیج دی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کو دے دیئے۔

(کنز العمال۔ جلد 3، صفحہ 310)

اسی طرح ایک مسکین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ مانگا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک چپاتی کے اور کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے اپنی خادمہ سے فرمایا یہ روٹی سائل کو دے دو۔ خادمہ نے کہا کہ پھر آپ کس چیز سے روزہ افطار کریں گی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روٹی ضرور اس سائل کو دے دی جائے۔

ایک دفعہ کسی مسکین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھانا طلب کیا۔ ان کے سامنے انگور کا ایک خوشہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے کہا کہ یہ خوشہ اٹھا کر سائل کو دے دو۔ اس آدمی نے تعجب کیا مگر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه اگر کوئی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بدلہ پائے گا۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ شام ہونے تک آپؓ نے سب کے سب تقسیم کردیئے۔ اس دن آپؓ کا روزہ بھی تھا۔ جب افطاری کا وقت آیا تو لونڈی نے آپؓ سے کہا کہ گھر میں آج افطاری کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

(مستدرک حاکم۔ جلد 4، صفحہ 13)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار بیمار تھے۔ آپؓ نے فرمایا: میرا دل مچھلی کھانے کو چاہتا ہے۔ لوگوں نے آپؓ کے لئے مچھلی تلاش کی۔ بڑی تلاش کے بعد صرف ایک مچھلی ملی جسے ان کی بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھانے کے لئے تیار کر دیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ اتنے میں ایک مسکین آیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ آپؓ نے مچھلی اٹھا کر اسے دے دی۔ گھر والوں نے عرض کیا کہ آپؓ نے تو ہمیں اس مچھلی کی تلاش میں تھکا دیا تھا، ہم مسکین کو درہم دے دیتے ہیں، وہ درہم اس کے لئے مچھلی سے زیادہ مفید ہوگا، آپؓ مچھلی کھا کر اپنی خواہش پوری کیجئے۔ مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت میرے نزدیک یہی مچھلی محبوب ہے اور مَیں اِسے ہی صدقہ کروں گا۔

(حلیۃ الاولیاء۔ جلد اوّل، صفحہ 297)

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ شدید مالی مشکلات کا شکار ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت تھا جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے ایک ہزار دینار حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوا دیئے۔ وہ یہ دینار لے کر اپنی بیوی کے پاس آئے اور واقعہ بتایا۔ بیوی نے کہا آپ اس رقم سے کچھ کھانے پینے کا سامان اور غلہ خرید لیں۔ فرمانے لگے کیا میں تجھے اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ ہم اپنا مال اس کو دیتے ہیں جو ہمارے لئے تجارت کرے اور ہم اس کی آمدنی سے کھاتے رہیں اور اس مال کی ضمانت بھی وہی دے۔ بیوی نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تمام دینار اللہ کی راہ میں خرچ کردیئے اور تنگی اور ترشی میں گزارہ کرتے رہے۔

(حلیۃ الاولیاء۔ جلد اوّل، صفحہ 244)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بہت زیادہ مبتلائے مشقت ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا آج کی رات اسے کون مہمان کے طور پر ٹھہرائے گا۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ مَیں۔

چنانچہ وہ اسے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کچھ کھانے کے لئے ہے؟ اس نے کہا سوائے بچوں کے کھانے کے اَور کچھ نہیں۔ انہوں نے بیوی سے کہا: بچوں کو کسی چیز سے بہلا دے اور جب وہ شام کا کھانا مانگیں تو انہیں سلا دے۔ اور جب ہمارا مہمان اندر آئے تو چراغ بجھا دینا۔ چنانچہ انہوں نے مہمان کی آمد پر چراغ گُل کر دیا اور بچوں کو سلا دیا اور خود دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ بیٹھ کر اندھیرے میں منہ ہلاتے رہے گویا کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح گھر کے سب لوگ فاقہ سے رہے اور مہمان نے سیر ہوکر کھانا کھایا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے اس واقعہ کی خبر دی۔ حضورؐ نے صبح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ رات تم نے مہمان کے ساتھ کیا کیا۔ اللہ تعالیٰ کو تم دونوں کی یہ بات بہت پسند آئی ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الاشربہ، حدیث نمبر 3839)

(باقی صفحہ 34)

جون قسط17

دعوت الیٰ اللہ میں حکمت کے تقاضے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

چنانچہ ایسے تمام لوگ جو احمدیت کی تبلیغ سنتے ہیں اور برا مناتے ہیں اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں ان تک تو پیغام کا پہنچانا ہمارا فرض تھا لیکن ان کے اس طرح پیچھے پڑ جانا کہ جو ہمارے حق سے تجاوز کرنے والی بات ہو یہ درست نہیں۔ آنحضور ﷺ نے پیغام دیئے، تکلیفیں اٹھا کر بھی پیغام دیئے مگر جب لوگوں نے انکار کر دیا تو آپؐ واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔

چنانچہ اس مضمون کے متعلق قرآن کریم میں یہ بات اور آگے بڑھا کر بیان کرتا ہے کہ بعض دفعہ پھر آگے سے جہالت شروع ہو جاتی ہے، سختی شروع ہو جاتی ہے، گالیاں دی جاتی ہیں تو اس کا جواب بھی نہیں دینا۔ اس کے مقابل پر ضد نہیں کرنی۔ یہ ہے تمہارا دائرہ کار چنانچہ فرمایا:

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا o (سورۃ الفرقان 64:25)

اس میں دو پیغام بڑے واضح ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ سلام رخصت کا سلام ہے۔ اس میں یہ پیغام ہے کہ جب ایسے لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہو جو جہالت پر اتر آئیں تو پھر وہاں بیٹھے رہنے کی ضرورت نہیں۔ ان کو اس حال میں رخصت کرو کہ ابھی امن ہو اور تمہاری طرف سے یہ پیغام ہو کہ سلامتی ہو تم پر۔ ہم تمہارے اندر فساد برپا کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم تو تمہارے فساد کو سلامتی میں بدلنے کی خاطر آئے تھے۔ پس اگر تم اسے قبول نہیں کرتے اور اس بات پر مصر ہو کہ فساد پھیلتا رہے اور پہلے سے بڑھ جائے تو پھر ہماری جدائی ہے۔ ایسے موقع پر مومن کی شان یہ ہے کہ السلام علیکم کہہ کر علیحدگی اختیار کر لے۔

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد 2، صفحہ 206)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ (سورۃ المائدہ 4:5)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا

چند سوالات

مکرم انصر رضا صاحب، واقفِ زندگی ٹرانٹو

قرآن کریم کا یہ اسلوب اور طریق کار ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سمیت منکرین و مخالفین انبیاء سے ان کے عقائد و اعمال کے متعلق معقولی بنیادوں پر سوالات کر کے انہیں حق کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ان سوالات کا ایک نمونہ سورۃ الواقعہ میں ملتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرتا ہے کہ یہ جو منی کا قطرہ تم گراتے ہو اس سے اولاد تم تخلیق کرتے ہو یا ہم تخلیق کرتے ہیں؟ جو کاشت کاری تم کرتے ہو اس سے فصل تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟ وہ پانی جو تم پیتے ہو اسے بادلوں سے تم برساتے ہو یا ہم برساتے ہیں؟ وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو اسے تم جلاتے ہو یا ہم جلاتے ہیں؟ وغیرہ۔

اسی اسلوب کی پیروی میں غیر احمدی علماء اور عوام سے چند معقولی سوالات کئے جا رہے ہیں جن کا مقصد انہیں ملزموں کی طرح کٹہرے میں کھڑا کر کے ان پر جرح کرنا نہیں بلکہ یہ توقع ہے کہ وہ ان کے جوابات دے کر یا کم از کم ان پر غور و فکر کر کے حق و باطل میں فرق جاننے کی کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی متنبہ کرنا مقصود ہے کہ ان کے علماء انہیں قرآن و سنت اور عقل و فہم کی مخالف سمت اور ڈگر پر بہکائے لئے جا رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ يَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ۝

(سورۃ فاطر 4:35)

کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق عطا کرتا ہے؟ کوئی معبود نہیں مگر وہ۔ پس تم کہاں الٹے پھرائے جاتے ہو۔

یہ عام تجربہ کی بات ہے کہ غیر احمدیوں کی طرف سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کی تردید میں سورۃ الاحزاب کی آیت خاتم النبیین کے بعد سب سے زیادہ جو آیت یا اس کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے وہ سورۃ المائدہ کی مندرجہ ذیل آیت ہے۔

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ

(سورۃ المائدہ 4:5)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

یہ آیت پیش کر کے مخالفینِ احمدیت یہ استنباط کرتے ہیں کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے ذریعہ دین اسلام اکمل ہو چکا ہے اس لئے ان کے بعد کسی رسول اور نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے اس استنباط و استدلال پر متعدد سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کے جوابات غیر احمدی علماء اور عوام کے ذمہ ہیں۔ انہی جوابات سے معلوم ہوگا کہ آیا ان کا یہ استدلال ان کے قرآن و سنت کے فہم اور علم پر مبنی ہے یا اس کی بنیاد محض احمدیت کی مخالفت پر ہے۔

☆ الیوم کا کیا مطلب ہے؟

☆ اکمل کا کیا مطلب ہے؟

☆ دین کسے کہتے ہیں؟

☆ نعمت سے کیا مراد ہے؟

☆ اتمام کا کیا مطلب ہے؟

کیا یہ اتمام نعمت صرف نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں پر ہی ہوا یا اس سے پہلے بھی کسی اور نبی اور اس کی قوم پر ہو چکا ہے؟

اکمال و اتمام میں کیا فرق ہے؟

دین کے ساتھ اکمال اور نعمت کے ساتھ اتمام کا کیوں ذکر ہوا؟

اکمل دین کی تعریف کیا ہے؟

یہ ایک دعویٰ ہے کہ دین اسلام اکمل کر دیا گیا ہے۔ اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟

یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی جس کے بعد نبی اکرم ﷺ تقریباً تین ماہ زندہ رہے۔ کیا اس دوران کوئی اور آیت یا وحی نازل نہیں ہوئی؟ اگر نازل ہوئی تو کیا وہ دین کا حصہ نہیں ہے؟ اس عرصہ کے دوران نبی اکرم ﷺ نے جو اعمال کئے یا جو اقوال ارشاد فرمائے کیا وہ دین کا حصہ نہیں ہیں؟

کتب احادیث نبی اکرم ﷺ کی وفات کے ڈھائی سو سال بعد مرتب ہونی شروع ہوئیں۔ اسی طرح کتب فقہ بھی اسی عرصہ میں لکھی گئیں۔ کیا یہ کتب بھی دین کا حصہ

ہیں؟ اگر ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس روز وہ آیت نازل ہوئی تھی اس روز دین اکمل نہیں ہوا تھا؟

کیا نبی اکرم ﷺ کی دنیا میں آمد کا یا آپؐ کی بعثت کا صرف یہی ایک مقصد تھا کہ ان کے ذریعہ دین اکمل ہو جائے اور بقول غیر احمدی دوستوں کے نبوت کا سلسلہ ختم ہو جائے؟

اگر آپ کے نزدیک اسلام اکمل دین ہے تو پھر آپ کی سیاست، معیشت، رسومات اور معاشرت مغربی اور روایتی غیر اسلامی بنیادوں پر کیوں ہیں؟ کیا اکمل دین ان تمام موضوعات پر کوئی تعلیم پیش نہیں کرتا جس بنا پر آپ کو غیر مسلموں سے یہ سب تعلیمات مستعار لینی پڑیں۔ یا اگر پیش کرتا ہے تو کیا، نعوذ باللہ وہ تعلیمات ناقص ہیں یا پھر آپ کے خیال میں وہ آج کے دور میں نا قابل عمل ہیں؟

اگر آپ کے نزدیک دین اسلام اکمل ہے تو پھر آپ کے علماء و دانشوران سمیت ہر طبقہ کے لوگ معترف کیوں ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان، مسلمان ممالک اور معاشرے دینی، اخلاقی اور روحانی زوال کا شکار ہیں؟

کیا یہ خلافِ عقل نہیں کہ کسی مریض کے مرض میں مسلسل اضافہ ہوتا جائے، اس کے سرہانے پڑی دوا اکمل ہو اور خود مریض اور اس کے لواحقین اس دوا کے اکمل ہونے کا اعتراف کرتے رہیں لیکن اسے استعمال نہ کریں؟

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، غیر احمدی علماء اور ان کی اندھا دھند پیروی کرنے والے عوام قرآن وسنت کے علم وفہم کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض احمدیت کی مخالفت میں یہ استدلال کرتے ہیں کہ اسلام ہر طرح سے مکمل ہو چکا ہے اس لئے ہمیں کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ غیر احمدی علماء اور عوام دونوں سے مندرجہ بالا سوالات کر کے انہیں ان پر غور وفکر کی دعوت دی جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل و دماغ کو روشن کرے، انہیں بصیرت اور شرح صدر عطا فرمائے اور وہ اپنے آباو علماء کی اندھی پیروی اور احمدیت کی مخالفت، نفرت اور تعصب سے اپنے سینوں کو صاف کرتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں خداداد عقل وفہم استعمال کرتے ہوئے ان سوالات پر غور کریں اور درست نتیجہ تک پہنچنے کی توفیق پائیں۔ آمین!

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ o (سورۃ الاعراف 90:7)

اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تُو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

لازمی چندہ جات کی ادائیگی

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔ الحمدللہ۔

چندہ عام یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”چندہ عام اور چندہ وصیت کے بجٹ کی ادائیگی ... اور اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ، یہ لازمی چندہ جات ہیں۔ ... آپ کو ہر ماہ ادا کرنے چاہئیں۔“

(روزنامہ الفضل لندن۔ 22 جنوری 2010ء)

لازمی چندوں کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 28 مئی 2004ء میں فرمایا:

”یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمدن ہے یہ سب اللہ خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔ نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تا کہ تمہاری حالت بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کر سکو۔“

(خطباتِ مسرور۔ جلد 22، صفحہ 357)

چندہ جلسہ سالانہ

بعض دوست چندہ جلسہ سالانہ ہر ماہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ یہ حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے والوں کے لئے سالانہ آمد کا 1/120 حصہ یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے کہ 30 جون 2021ء کو مالی سال 2020-21ء اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم نے اپنے لازمی چندہ جات (چندہ وصیت، چندہ عام، چندہ جلسہ سالانہ) اپنی اصل آمد کے مطابق ادا کر دیئے ہیں؟ اور اگر ہم بقایا دار ہیں تو اپنے بقایا جات جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین

خالد محمود نعیم
نیشنل سیکرٹری مال
جماعت احمدیہ کینیڈا

قرآن اور انسان

مکرم طارق حیدر صاحب، ونڈسر

انسان اپنی پیدائش فطرت صحیحہ کے ناطے اپنے خالق کو نہ صرف پہچانتا ہے بلکہ مایوسی میں بعض اوقات ناچاہتے ہوئے بھی اسے یاد کرتا ہے کیونکہ اس اشرف المخلوقات کا خالق وہ واحد و یگانہ ہے جس نے قرآن پاک میں فرمایا:

’’یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا‘‘ (سورۃ التین 95: 5)

اسلامی نکتہ نگاہ سے انسان صرف ایک راست قامت چلنے پھرنے اور بولنے والی شے ہی نہیں بلکہ قرآن حکیم کی نظر میں اس کی حقیقت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ قرآن کی اعلیٰ ترین تعریفیں بھی انسان کے بارہ میں ہیں اور سخت ترین مذمت بھی۔ جہاں اسے زمین و آسمان اور فرشتوں سے برتر پیش کر کے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے وہاں اسے جانوروں سے پست تر بھی بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

’’اور (یاد رکھ) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں وہ بنائے گا جو اس میں فساد کرے اور خون بہائے جب کہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اس نے کہا یقیناً میں وہ سب کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔‘‘

(سورۃ البقرہ 2: 31)

انسان کی تخلیق کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ وہ اپنے خالق کا چنیدہ ہے جیسا کہ فرمایا:

’’پھر اس کے رب نے اسے چن لیا اور توبہ قبول کرتے ہوئے اس پر جھکا اور اسے ہدایت دی۔‘‘

(سورۃ طٰہٰ 20: 123)

اور اس کی جسمانی تخلیق کے ذکر میں فرمایا کہ:

’’یقیناً ہم نے انسان کو ایک مرکب نطفہ سے پیدا کیا جسے ہم طرح طرح کی شکلوں میں ڈھالتے ہیں۔ پھر اسے ہم نے سننے (اور) دیکھنے والا بنا دیا۔‘‘

(سورۃ الدھر 76: 3)

انسان کے ارتقاء کا یہ سفر آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا، یہ خوبی بھی انسان کو ہی ودیعت کی گئی ہے کہ وہ اپنے خالق کی دی ہوئی طاقتوں سے نہ صرف خود فائدہ اٹھا سکتا ہے بلکہ اپنے اردگرد ہر ذی روح کے فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے، انسان اپنی آزاد منشی اور مستقل مزاجی کی بدولت اپنے خالق کا امانتدار بن کر دوسروں تک اسے پہنچانے کا ذمہ دار بھی ہے نیز اپنے کام اور انتھک کوشش سے اپنی مرضی کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اس کرہ ارض کو آباد رکھنے کا متمنی بھی ہے جیسا کہ فرمایا:

’’یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے جب کہ انسانِ کامل نے اسے اٹھا لیا۔ یقیناً وہ (اپنی ذات پر) بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی) بالکل پرواہ نہ کرنے والا تھا۔‘‘

(سورۃ الاحزاب 33: 73)

لہٰذا اس بوجھ کو اٹھا لینے کے بعد انسان کی حقیقی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنے خالق کی طاقت اور یکتائی کا مکمل ادراک ہوتا وہ زندگی کے سفر میں اپنے ماحول کے لئے ایک نافع وجود بن سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ السجدہ میں فرمایا ہے۔

’’وہی جس نے ہر چیز کو جسے اس نے پیدا کیا بہت اچھا بنایا اور اس نے انسان کی پیدائش کا آغاز گیلی مٹی سے کیا۔ پھر اس نے اس کی نسل ایک حقیر پانی کے نچوڑ سے بنائی۔ پھر اس نے اسے درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے لئے اس نے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ بہت تھوڑا ہے جو تم شکر کرتے ہو۔‘‘

(سورۃ السجدۃ 32: 8-10)

اسی سفر کے آغاز سے بنی نوع انسان کے لئے اس کے خالق نے گاہے بگاہے متعدد کتب اور صحائف اتارے اور یوں انسان نے روحانی ارتقاء کے مراحل طے کئے اور پھر ہمارے خالق نے وہ آخری کتاب یعنی قرآن مجید انسان کامل آنحضور ﷺ پر اتاری جس نے تکمیل دین کے ساتھ ساتھ انسانی اخلاق کے وہ اعلیٰ معیار مقرر کر دیئے جو دین و دنیا اور اخروی زندگی میں بھی کامیابی کے ضامن ہیں اور ارتقاء کے اس راستہ پر چلنے کا ہنر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا کہ:

’’اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔‘‘

(سورۃ الذریت 51: 57)

یعنی عبادت ہی وہ ذریعہ ہے جو انسان کی روزمرہ

زندگی میں ہونے والے واقعات اور مشاہدات کا رخ موڑ کر اسے اپنے خالق کے راستہ سے بھٹکنے نہیں دیتی۔ دراصل یہ عبادت اسے ناشکری سے شکرگزار، جلدبازی سے باصبر، جھگڑالو سے امن پسند، دروغ گوئی سے صادق، خائن سے امانت دار، ظالم سے رحم کرنے والا، سرکش سے اطاعت گذار، کم ہمت سے باہمت بنا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جہاں انسانی جذبات اور احساسات کا ذکر فرمایا وہیں نیک کاموں کی ترویج کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

''پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔''
(سورۃ البقرہ 149:2)

اور برائی کے تدارک کے لئے تنبیہہ کردی کہ:

''اور وہ لوگ جو بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر ضرور اکارت جائے گا۔''
(سورۃ الفاطر 35 :11)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس مکمل کتاب میں جو تمام عالم کے لئے نازل کی گئی انسان کو کلیتاً یہ اختیار دے دیا کہ چاہے تو بھلائی کرے ورنہ بدی کے گڑھے میں جا گرے اور انسان کی اسی کوشش کے ضمن میں فرمایا کہ:

''اور یہ کہ انسان کے لئے اس کے سوا کچھ نہیں جو اس نے کوشش کی ہو۔'' (سورۃ النجم 53 :40)

اور پھر کمال خوبصورتی سے اس کوشش کے طریق بھی بتلا دیئے جیسا کہ فرمایا:

''اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''
(سورۃ العنکبوت 70:29)

یعنی ہدایت کا ایک عنصر احسان بھی ہے جو انسان کو خدا نما انسان بنا سکتا ہے مگر اس کی توفیق بھی وہی پا سکتا ہے جو لائق تعریف ہو نہ کہ باعثِ مذمت، یعنی اپنے خالق سے دوری، دراصل ایسا ہی ہے جیسے ایک درخت اپنی جڑوں سے جدا ہو چکا ہو، جیسا کہ فرمایا:

''یعنی یقیناً انسان ایک بڑے گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور حق پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور صبر پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔'' (سورۃ العصر 103:3،4)

یعنی انسان اگر حق پر رہتے ہوئے صبر اور کوشش سے اپنے اعمال کی درستگی میں نہ صرف خود مصروف رہے بلکہ اپنے اردگرد موجود دوسرے انسانوں کو بھی اس بات کی نصیحت کرتا رہے تو انسانی معاشرہ ایک جنت نظیر معاشرہ ہوگا بصورت دیگر ورلی زندگی میں صرف خسارہ ہی خسارہ ہے جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا:

'' اور یقیناً ہم نے جہنم کے لئے جن و اِنس میں سے ایک بڑی تعداد کو پیدا کیا۔ ان کے دل ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں کہ جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ایسے ہیں کہ جن سے وہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ تو چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ یہ (ان سے بھی) زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی ہیں جو غافل لوگ ہیں۔'' (سورۃ الاعراف 7 :180)

یعنی انسان اگر خدا نما انسان بننا چاہتا ہے تو اسے حق اور عدل کا صبر آزما راستہ اپنانا ہوگا جو انسان کی حقیقی نجات کا ذریعہ ہے اور اپنے خالق کی تلاش میں سرگرداں، اس کے احکامات کے آگے اپنے سروں کو جھکا دینے والے ہی حقیقی انسان ہیں جو دنیا میں امن، سلامتی اور حق بات کے ذریعہ اس جستجو میں لگے رہتے ہیں کہ کیونکر اس کی مخلوق کو آرام پہنچا سکیں جو آنحضور ﷺ کے اس قول کے حقیقی مصداق ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔
(صحیح بخاری۔ کتاب الاستیذان، باب بدء السلام، حدیث نمبر 6227)

اس آخری زمانہ کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

'' خدا تعالیٰ تو ہر ایک انسان کو اپنی معرفت کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔''
(ملفوظات۔جلد دوم،صفحہ 23،جدید ایڈیشن ربوہ)

قرآن کریم کا انسانیت پر احسان عظیم ہے کہ اس نے کمال خوبصورتی سے جہاں انسان کے ارتقاء کا مضمون کھول کر بیان کیا وہاں روحانی ترقی کی اعلیٰ منزلیں مقرر کر کے خود راہنمائی بھی فرمائی۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آ جاتی ہے اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔ ...

اب سوال ہوتا ہے کہ جب کہ یہ مابہ الامتیاز ہے تو کیوں ہر شخص نہیں دیکھ لیتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سنت اللہ اسی پر واقع ہوئی ہے کہ یہ بات بجز مجاہدہ، توبہ اور تبتلِ تام کے نہیں ملتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۞ (سورۃ العنکبوت 70:29) یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے انہی کو یہ راہ ملے گی۔ پس جو لوگ خدا کی وصایا اور احکام پر عمل نہ کریں بلکہ ان سے اعراض کریں ان پر یہ دروازہ کس طرح کھل جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔''
(ملفوظات۔ جلد چہارم،صفحہ 344،ایڈیشن 1988ء)

انسانی پیدائش کی اصل غرض و غایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے۔ اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے، خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن، جلد 10،صفحہ414)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دور حاضر کی انسانی ترقیات اور خالق سے تعلق کے ذکر میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر ایسا دماغ عطا فرمایا جس کے استعمال سے وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ باقی مخلوق اور ہر چیز کو نہ صرف اپنے زیرنگیں کر لیتا ہے بلکہ اس سے بہترین فائدہ اٹھاتا ہے اور ہر نیا دن انسانی دماغ کی اس صلاحیت سے نئی نئی ایجادات سامنے لا رہا ہے۔ جو دنیاوی ترقی آج ہے وہ آج سے دس سال پہلے نہیں تھی اور جو دنیاوی ترقی آج سے دس سال پہلے تھی وہ 20 سال پہلے نہیں تھی۔ اسی طرح اگر پیچھے جاتے جائیں تو آج کی نئی نئی ایجادات کی اہمیت اور انسانی دماغ کی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

لیکن کیا یہ ترقی جو مادی رنگ میں انسان کی ہے یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے؟ ہر زمانے کا دنیادار انسان یہی سمجھتا رہا کہ میری یہ ترقی اور میری یہ طاقت، میری یہ جاہ و حشمت، میرا دنیاوی لہو ولعب میں ڈوبنا، میرا اپنی دولت سے اپنے سے کم تر پر اپنی برتری ظاہر کرنا، اپنی دولت کو اپنی جسمانی تسکین کا ذریعہ بنانا، اپنی طاقت سے دوسروں کو زیرنگیں کرنا ہی مقصدِ حیات ہے۔ یا ایک عام آدمی بھی جو ایک دنیادار ہے جس کے پاس دولت نہیں وہ بھی یہی سمجھتا ہے بلکہ آج کل کے نوجوان جن کو دین سے رغبت نہیں دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں وہ یہی سمجھتے ہیں کہ جو نئی ایجادات جو ہیں، ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، یہی چیزیں اصل میں ہماری ترقی کا باعث بننے والی ہیں اور بہت سے ان چیزوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ پس یہ انتہائی غلط تصور ہے۔ اس تصور نے بڑے بڑے غاصب پیدا کئے۔ اس تصور نے بڑے بڑے ظالم پیدا کئے۔ اس تصور نے عیاشیوں میں ڈوبے ہوئے انسان پیدا کئے۔ اس تصور نے ہر زمانہ میں فرعون پیدا کئے کہ ہمارے پاس طاقت ہے، ہمارے پاس دولت ہے، ہمارے پاس جاہ و حشمت ہے۔ لیکن اس تصور کی خدا تعالیٰ نے جو رب العالمین ہے، جو عالمین کا خالق ہے، بڑے زور سے نفی فرمائی ہے۔ فرمایا کہ جن باتوں کو تم اپنا مقصدِ حیات سمجھتے ہو یہ تمہارا مقصدِ حیات نہیں ہیں۔ تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ ان دنیاوی مادی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ اور دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (سورۃ الذاریات 51:57) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

(خطباتِ مسرور۔ جلد ہشتم، صفحہ 30، 31)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کی تعلیمات کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا صحیح معنوں میں حق ادا کرکے اس کے فضلوں کے حقیقی وارث بن جائیں۔ آمین

(جاری ہے۔)

تم کون ہو؟

مکرم عبیداللہ علیم صاحب مرحوم

تم اصل ہو یا خواب ہو تم کون ہو
تم مہر ہو مہتاب ہو تم کون ہو
جو آنکھ بھی دیکھے تمہیں سرسبز ہو
تم اس قدر شاداب ہو تم کون ہو
تم لب بہ لب، تم دل بہ دل، تم جاں بہ جاں
اک نشہ ہو اک خواب ہو تم کون ہو
جو دست رحمت نے مرے دل پر لکھا
تم عشق کا وہ باب ہو تم کون ہو
میں ہر گھڑی اک پیاس کا صحرا نیا
تم تازہ تر اک آب ہو تم کون ہو
میں کون ہوں وہ جس سے ملنے کے لیے
تم اس قدر بے تاب ہو تم کون ہو
میں تو ابھی برسا نہیں دو بوند بھی
تم روح تک سیراب ہو تم کون ہو
یہ موسم کمیابی گل کل بھی تھا
تم آج بھی نایاب ہو تم کون ہو
چھوتے ہو دل کچھ اس طرح جیسے صدا
اک ساز پر مضراب ہو تم کون ہو
دل کی خبر دنیا کو ہے تم کو نہیں
کیسے مرے احباب ہو تم کون ہو
وہ گھر ہوں میں جس کے نہیں دیوار و در
اس گھر کا تم اسباب ہو تم کون ہو
اے چاہنے والے مجھے اس عہد میں
میرا بہت آداب ہو تم کون ہو

کورونا میں سستی اور اس کا علاج

مکرم نذیر احمد مظہر صاحب، ڈاکٹر آلٹرنیٹو میڈیسن، سیسکا ٹون

کورونا کے باعث بہت سے لوگ دفتری کام گھروں سے کر رہے ہیں اور کئی کام بند ہیں جب کہ کئی جزوی طور پر بند ہیں ایسے میں سستی اور کاہلی کے بڑھنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے اور بہانہ ڈھونڈنے والے سست لوگ مزید سستی کا شکار ہو سکتے ہیں، اس تعلق میں ہم دیکھتے ہیں کہ سستی کیا ہے، اس کے محرکات و اسباب کیا ہیں، اس کا انجام کیا ہے اور اس سے نجات کے کیا طریق ہیں؟

سادہ لفظوں میں کسی فریضہ کو بروقت اور صحیح رنگ میں انجام نہ دینا سستی کہلاتا ہے۔ طبیعت کا بوجھل پن اور کام کاج کو جی نہ چاہنا بھی سستی کہلاتا ہے۔ اسی طرح کاموں کو بار بار معرضِ التوا میں ڈالنا اچھا کر لیتے ہیں کی جھوٹی تسلیاں خود کو اور دوسروں کو دینا یہ سب سستی کا حصہ ہے۔ سستی ایسی بری بلا ہے کہ خدا کے رسول ﷺ نے بھی اس سے پناہ طلب کی ہے۔

سستی کی حالت میں دماغ و اعصاب سوئے سوئے اور تھکے تھکے رہتے ہیں۔ کام میں حالتِ معمول کی وہ دلچسپی، سبک رفتاری، لگن شوق، امنگ، ولولہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کام کی رفتار، استعداد کار دونوں متاثر ہوتی ہیں۔

سستی کی اقسام

سستی کی دو بڑی اقسام ہیں۔

1۔ دنیاوی امور میں سستی
2 ۔ دینی امور میں سستی

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ دنیوی امور میں سست ہوتے ہیں اور بعض لوگ دینی امور میں۔ اور پھر بعض دونوں میں، سستی بہر حال نقصان و زیاں کا باعث ہے مگر بالخصوص دینی امور میں سستی لا پرواہی تو بہت ہی بری ہے۔

گویا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور آخرت کو یاد رکھنے کا حکم ہے۔ اور جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے ہمارا مشاہدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے دنیوی امور کا خود کارساز ہوتا ہے اور غیب سے عجیب و غریب سامان پیدا کرتا ہے کہ انسانوں کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا، سستی کا بہت بڑا سبب اس جذبہ و احساس کا فقدان ہے جو کسی بھی فریضہ کے انجام دینے کا اصل محرک ہوا کرتا ہے۔ جب کسی بھی فرد یا قوم میں یہ احساس بیدار ہوتا ہے تو اس پر ہر قسم کی ترقیات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دراصل اس ظاہری انسان کے اندر ایک اور انسان ہے جسے ضمیر یا احساس کہتے ہیں۔ جب تک یہ سویا رہے تو بیرونی انسان سویا رہتا ہے۔ مگر جب یہ جاگ اٹھے تو انسان جاگ اٹھتا ہے۔ کاہل الوجود لوگوں میں یہی اندر کا انسان سویا ہوا ہوتا ہے۔

☆ خلاصہ یہ ہے کہ ناعاقبت اندیش، لاپرواہ، آرام طلب لوگوں کی صحبت سستی پیدا کرتی ہے۔

نا جائز و غیر حلال ذرائع سے حاصل ہونے والی کمائی سستی پیدا کرتی ہے۔

جسمانی حس و حرکت نہ کرنے، ورزش و کسرت سے جی چرانے سے دوران خون کمزور پڑ کر سستی پیدا ہوتی ہے۔

فارغ رہنے کے عادی ہو جانے سے کام کرنے کا جذبہ کمزور پڑ کر سستی واقع ہو جاتی ہے۔

☆ خوب پیٹ بھر کر کھانا اور پڑے رہنا سستی کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔

☆ High-Fat یعنی چربی والے کھانے، دیسی گھی، مکھن، مٹھائی، دودھ، لسی، بالائی خوب کھانا پینا اور فراغت خوب سستی پیدا کرتے ہیں۔

☆ مطلوبہ نیند سے کم سونا یا زیادہ سونا سستی پیدا کرتا ہے اور نہایت اہم سبب ہے۔

☆ موٹاپا سستی پیدا کرتا ہے۔

☆ بند کمروں کی غیر صاف ہوا اور گرم مرطوب موسم سستی پیدا کرتے ہیں۔

☆ غیر فطری طرزِ زندگی سونے کے اوقات میں جاگنا اور جاگنے کے اوقات میں سونا سستی پیدا کرتا ہے۔

☆ دیر سے ہضم ہونے والے کھانے سستی پیدا کرتے ہیں۔

☆ قوت ارادی کی کمی اور عزائم کو بار بار توڑنا سستی کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔

☆ بدنی و اعصابی کمزوری سے خواہ وہ کسی سبب سے

ہو سستی لاحق ہوتی ہے۔

☆ کثرت کار و قلت آرام تھکاوٹ و اعصابی کمزوری سستی پیدا کرتی ہے۔

☆ افیون، خواب آور ادویات نشہ آور اشیا سے سستی پیدا ہوتی ہے۔

☆ غیر متوازن غذا سے جسم میں ضروری اجزا کی کمی واقع ہو کر ضعف و نقاہت و سستی پیدا ہوتی ہے۔

بلا ضرورت بار بار محرک اشیا مثلاً چائے، کافی، کوک کے استعمال سے عارضی چستی کے بعد بار بار سستی پیدا ہوتی ہے۔ نتیجتاً بار بار محرکات کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ کاہلی کے نتیجہ میں کاہل انسان اپنے قیمتی وقت کا بیشتر حصہ ضائع کر دیتا ہے اور یوں اپنا اور اپنے خاندان کا مستقبل تاریک کر کے ہمیشہ کفِ افسوس ملتا ہے۔ سب سے اول و اہم علاج یہ ہے کہ اس اندر کے انسان کو جگایا جائے جو تمام سستیوں کا دافع ہے۔ مگر اس کو جگانا انسان کے بس میں نہیں۔

تیرے بن روشن نہ ہووے گو چڑھے سورج ہزار

اسے جگانے کے لئے خدا سے مدد مانگنا بے حد ضروری ہے۔ اس کا حل سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ راہ مستقیم پر چلنے والے اور انعام یافتہ گروہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مانگی جائے۔ اور مغضوب اور بھٹکے ہوئے کاہل الوجود لوگوں کی راہ سے بچنے کی استدعا کی جائے۔ یہ مسنون دعا اللھم انی اعوذبک من العجز والکسل اے اللہ! میں تجھ سے کسل مندی و سستی سے پناہ مانگتا ہوں، بکثرت پڑھیں۔ اس سے اندر کا انسان جاگتا ہے۔ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ بھی سستی دور کرنے کا مؤثر علاج ہے۔ درود شریف و استغفار کی کثرت سستی کے ازالہ میں مؤثر ہے۔ زندگی کے بعض اعلیٰ مقاصد متعین کئے جائیں۔ ان کے حصول کے لئے منصوبہ بندی کی جائے۔ اور محاسبہ کیا جائے کہ ان کے حصول میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ یہ سستی دور کرنے کا اہم گر ہے۔ نیک ترقی یافتہ اچھے و فعال لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ جائز و حلال ذرائع سے روزی کمائی جائے۔ دینی کاموں کو دنیوی کاموں پر ترجیح دی جائے تو اس سے خدا تعالیٰ دنیوی منازل آسان کر دیتا ہے۔ بعض مشکل اور تھکا دینے کاموں سے طبعاً اکتاہٹ کے سبب سستی واقع ہوتی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ کام دعا کر کے شروع کر لیا جائے خود ہی دلچسپی پیدا ہو جائے گی اور سستی رفع ہو جائے گی۔ کوک، چائے، کافی، کیفین، (جوہر کافی) وقتی چستی پیدا کرتی ہیں مگر اس کے بعد سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کا استعمال مضر ہے۔

سستی کے غلبہ کے وقت ٹہلنا، تازہ ہوا لینا، منہ پر تازہ یا ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنا یا غسل کرنا، کولڈ باتھ، سٹیم باتھ، سستی کا مؤثر علاج ہیں۔

کم خوری سستی کا قدرتی علاج ہے۔ اسی طرح ہلکے پھلکے سادہ زود ہضم قدرتی کھانے سستی سے بچاتے ہیں۔

سبزیاں، پھل، دالیں مع چھلکا کا استعمال مفید ہے۔

مغزیات مثلاً بادام، چلغوزہ، پستہ، اخروٹ، کشمش، کھجور، سویابین وغیرہ، ذہنی چستی پیدا کرتے ہیں۔ مچھلی کا گوشت، چوزے کی یخنی، بکرے کا دماغ یعنی بھیجا، انڈا وغیرہ دماغی چستی پیدا کرتے ہیں۔ ایسی سستی جو جسم میں ضروری اجزاء کی کمی کے نتیجہ میں پیدا ہو کا علاج ضروری اجزا و حیاتین کے استعمال سے دور ہو سکتا ہے۔

(فیملی ڈاکٹر کے مشورہ سے) درج ذیل ملٹی وٹامنز وغیرہ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

Vitamins + Minerals
Vitamin B Compound
Vitamin B Complex
Cap. Soya Lecithin
Ginkgo Biloba

ذہنی چستی پیدا کرنے کا قدرتی و مفید علاج ہے۔ اس سے یاد داشت اور ذہنی استعدادِ کار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

بائیو ہومیو ادویات میں Five Phoses کا استعمال ذہنی سبک رفتاری پیدا کرتا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں، زیادہ بیٹھ کر کام کرنے والوں، مصالحہ دار، نشہ آور اشیا استعمال کرنے والوں، راتوں کو زیادہ جاگنے والوں کے لئے، رات کو نکس وامیکا اور صبح کو سلفر دونوں دو سو طاقت میں بہت مفید ہیں۔

ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم مقصود احمد منصور صاحب مربی انچارج جماعت احمدیہ گیانا اور محترمہ آمنہ کوثر صاحبہ کو 16 ستمبر 2020ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت ’’ذیشان احمد منصور‘‘ عطا فرمایا ہے۔ نومولود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وقفِ نو کی بابرکت سکیم میں شامل ہے۔

عزیزم ذیشان سلمہ مکرم فیض احمد ظفر صاحب واقفِ زندگی کیلگری اور محترمہ زاہدہ ظفر صاحبہ کے پوتے اور مکرم خادم رسول چیمہ صاحب مرحوم اور مکرمہ امۃ الودود صاحبہ ربوہ کے نواسے ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم ذیشان احمد منصور سلمہ کو نیک، صالح اور خادمِ دین بنائے۔ صحت والی لمبی اور بابرکت عمر عطا فرمائے۔ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے۔ والدین کے لئے قرۃ العین ہو اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین ثم آمین

جون

نماز کیا ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تو ایسا ہے۔ اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا اور پھر اس سے مانگنا، پس جس دین میں یہ نہیں وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے کہ اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار ہو کیونکہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا! ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد دل میں لگا رہنے کا نام نماز ہے۔ اور یہی دین ہے۔

پھر جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا؟ وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں یہ سیرتِ کفار ہے۔

(ملفوظات۔ جلد 3، صفحہ 188۔189 ایڈیشن 2016ء)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

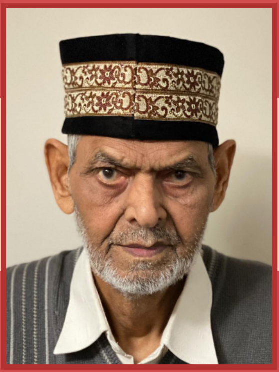

میں احمدیہ جماعت میں کیسے داخل ہوا

مکرم ماسٹر غلام حیدر صاحب، ایڈمنٹن

احمدی ہونے سے پہلے کے حالات بتانا چاہتا ہوں۔ میری پیدائش جو میرے میٹرک کے سرٹیفکیٹ پر لکھی ہوئی ہے وہ یکم جنوری 1938ء ہے۔ یعنی پاکستان بننے سے 9 سال پہلے پیدا ہوا تھا۔ ہمارے گاؤں کا نام جنوعہ راجپوت ہے جو تھانہ نارنگ ضلع شیخوپورہ کی حدود میں واقع ہے۔ اس وقت ہمارے گاؤں میں کافی خوش حالی تھی یعنی لوگ یہ کہتے تھے کہ اس گاؤں میں سوائے نمک کے ہر چیز میسر ہے۔ ہر قسم کے باغات اور ہرے بھرے کھیت ہوا کرتے تھے۔ جب پاکستان بنا تو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

چونکہ ہمارے گاؤں اور انڈیا کے درمیان صرف دریا ہی سرحد کا کام دے رہا تھا۔ اس لئے کئی بار رات کے وقت سِکھ تیر کر دریا عبور کرتے اور ہمارے گاؤں کے مویشی ہانک کر لے جاتے تو پھر مجبوراً ہمارے گاؤں کے لوگ بھی دریا پار کر کے ان کے مویشی لے آتے۔ اس اثناء میں پاکستان کی باڈر پولیس معرض وجود میں آئی اور انہوں نے گاؤں کے نوجوانوں کو رائفلیں بھی دیں اور چلانے کی ٹریننگ بھی دی۔ جس سے کافی حد تک روک تھام ہوگئی۔

گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں آمد

گھٹیالیاں میں میرے دو ماموں رہتے تھے۔ بڑے ماموں مخلص احمدی تھے۔ چھوٹے ماموں کی بیوی غیر احمدی تھی اور وہ پڑھے ہوئے بھی نہیں تھے۔ بہر حال یہ دونوں پیدائشی احمدی تھے۔ ممکن ہے کہ ان کے والدین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہوں۔ لیکن یہ بات مجھے کسی ماموں نے بتائی نہیں۔ بڑے ماموں پانچ جماعت پڑھے ہوئے تھے اور جماعت کی کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ جماعت کے بارہ میں جانتے تھے۔

بڑے ماموں کا نام عزیز احمد تھا۔ یہ ماموں بڑے نیک، پرہیز گار اور پابند صوم صلوٰۃ تھے۔ پانچ وقت نماز باجماعت مسجد میں ادا کرتے تھے۔ چندہ بھی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ جب کہ چھوٹے ماموں صاحب کم ہی اور باتوں کی طرف توجہ دیتے تھے۔ بڑے ماموں صاحب کی صرف ایک ہی بیٹی باقی بچی تھی جو تقریباً میری ہم عمر ہے۔ باقی بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوٹی عمروں میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ چھوٹے ماموں کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا جو پندرہ سولہ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔

چنانچہ 1948ء میں بڑے ماموں صاحب نے میرے والدین سے درخواست کی کہ مجھے متبنّیٰ کے طور پر ان کے سپرد کر دیا جائے۔ چونکہ ہم تین بھائی اور چار بہنیں تھیں اور میں چار بہنوں سے چھوٹا اور بھائیوں میں سے سب سے بڑا تھا۔ لہٰذا والد صاحب نے مجھ پر احسان کرتے ہوئے مجھے ماموں صاحب کے سپرد کر دیا۔ مجھ پر احسان اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے احمدیت قبول کرنے کا موقع عطا کیا۔ اگر میرے والدین مجھے ماموں صاحب کو نہ دیتے تو میں بھی دوسرے بھائیوں اور بہنوں کی طرح ہی رہتا اور احمدیت قبول نہ کرتا۔

چنانچہ 1948ء کے شروع میں میں ماموں صاحب کے ہاں گھٹیالیاں آ گیا اور یہاں آ کر میں چند ماہ بھینسوں کے لئے چارہ وغیرہ کاٹ کر لاتا رہا۔ گھٹیالیاں میں اس وقت انجمن ربوہ کا ایک مڈل سکول ہوتا تھا۔ جو گاؤں سے تقریباً پون میل باہر کھیتوں میں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اردگرد کے دوسرے گاؤں کے لڑکے سکول میں آ سکیں۔ گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد ایک دن ماموں صاحب نے مجھے ایک لڑکے محمد اسلم کے ساتھ سکول بھیج دیا۔ محمد اسلم ہمارے گھر کے قریب ہی رہنے والے ایک ٹیچر کے بیٹے تھے جن کا نام منشی فیض احمد صاحب تھا۔ وہ مجھے جماعت اول کے ٹیچر غلام احمد صاحب کے پاس لے گئے جنہوں نے میرے قد وقامت کو دیکھتے ہوئے میری عمر 10 سال یعنی یکم جنوری 1938ء لکھ دی۔

ہر کلاس میں اول آنے کی وجہ سے مجھے ہر دفعہ کلاس کا مانیٹر بنا دیا جاتا۔ یہاں تک کہ میٹرک کے امتحان میں بھی میں ہی اول رہا۔ یہ سب جماعت احمدیہ کی برکت اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔

میرے بڑے ماموں صاحب نے میری تربیت بڑے اچھے طریقے سے کی۔ وہ صرف اور صرف یہی کہا کرتے تھے کہ نماز باقاعدگی سے پڑھا کرو اور صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگا کرو۔ پہلے تو مجھے احمدیت کے بارہ میں کچھ بھی علم نہ تھا۔ اس زمانہ میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر اور یوم مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جلسے گاؤں کی جامع مسجد میں اور کبھی کبھی سکول میں بھی ہوا کرتے تھے۔ میں بھی ان جلسوں میں جاتا تھا۔ لیکن مجھے زیادہ سمجھ نہیں آتی تھی۔

ایک مبشر خواب

جب میں ساتویں کلاس میں تھا۔ پندرہ سولہ سال کی عمر تھی۔ گرمیوں کے دن تھے۔ گھر کی چھت پر سویا ہوا تھا، تقریباً سحری سے تھوڑا پہلے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ عیسائیوں کے قبرستان میں ایک کھلی جگہ پر جہاں قبریں نہیں تھیں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ کے اردگرد بے شمار لوگ جمع تھے۔ جو سب کھڑے تھے اور رسول کریم ﷺ سے سوال پوچھ رہے تھے۔ یہ عیسائیوں کا قبرستان ہمارے سکول سے تقریباً 150 گز کی دوری پر تھا اور قبرستان سے گزر کر ایک کچا راستہ ہمارے سکول کے پاس سے گزرتا تھا۔ میرے ہاتھ میں براہین احمدیہ کی ایک کتاب تھی جو میں نے اس وقت کبھی نہیں پڑھی تھی لیکن میں نے جلسوں میں اس کا نام ضرور سنا تھا۔ وہ کتاب میں ہاتھ میں لے کر رسول کریم ﷺ کی طرف اس غرض سے چلا کہ رسول کریم ﷺ سے پوچھوں کہ مرزا غلام احمد علیہ السلام صاحب واقعی مسیح ہیں۔

جب میں وہ کتاب براہین احمدیہ لے کر رسول کریم ﷺ کی طرف چلا اور ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ کی شکل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں تبدیل ہوگئی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے چند قدم دور اپنی چھڑی یعنی کھونٹی ہاتھ میں لئے ہوئے گزر گئے اور مجھے رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث یاد آگئی۔ یدفن فی قبری۔ اس سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میری قبر میں داخل ہونے کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ساتھ ہیں اور وہ میرے طرز اور طریق پر لوگوں کو ہدایت دیں گے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور یہ منظر اس وقت سے لے کر آج تک اسی طرح سے میری آنکھوں کے سامنے پھر رہا ہے۔

دوسرا خواب

پہلے خواب کے کچھ عرصہ بعد پھر میں نے ایک خواب دیکھا۔ خواب بیان کرنے سے پہلے میں اپنے ایک چچا جان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے چچا جان کا نام معراج دین تھا۔ وہ بھی گھٹیالیاں میں ہی میرے ماموں صاحب کے چچا جان اللہ داد کی بیٹی سے بیاہے ہوئے تھے اور ان کی بھی دو ہی بیٹیاں تھیں۔ بیٹا کوئی نہ تھا۔ لہٰذا انہیں میرے چچا معراج دین صاحب نے گھر داماد بنایا ہوا تھا۔ میرے چچا جان اور ان کے خسر صاحب غیر احمدی تھے۔ جب میں ان سے گھر میں یا باہر ملتا تھا تو وہ عجیب وغریب باتیں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ میں ان کی باتیں سن کر کبھی ان کو جواب دے دیتا اور کبھی بالکل خاموش رہتا۔ کیونکہ وہ بڑے تھے اور مجھے زیادہ جماعت کے بارہ میں علم بھی نہیں تھا۔ اسی طرح وقت گزرتا رہا۔

پھر ایک رات کو سحری کے وقت مجھے خواب آئی۔ میں گھر کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ سحری کے وقت کیا دیکھتا ہوں کہ سورج مغرب سے طلوع ہوا ہے اور کافی اونچا ہو گیا ہے۔ کافی لوگ سورج کو اونچا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ اسی اثناء میں میں چھت پر سے نیچے گلی میں دیکھتا ہوں کہ چچا معراج دین صاحب گلی میں سے گزر رہے ہیں۔ میں نے انہیں دیکھ کر آواز دی کہ چچا جان دیکھو۔ اب تو سورج مغرب سے طلوع ہو گیا ہے۔ اب تو احمدی ہو جاؤ۔

لیکن چچا جان نے جواب دیا کہ سورج چاہے مغرب سے طلوع ہو یا مشرق سے، میں تو احمدی نہیں ہوں گا۔ چنانچہ وہ غیر احمدی ہونے کی حالت میں ہی وفات پا گئے۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بھی حدیث میں موجود ہے۔

ان دونوں خوابوں سے احمدیت کے لئے میرا یقین پختہ ہو گیا لیکن میں نے ابھی احمدیت قبول نہیں کی تھی۔

اس کے بعد یوں ہوا کہ میں آٹھویں کلاس میں پہنچ گیا۔ غالباً مارچ 1955ء کی بات ہے کہ ہمیں معلوم ہوا۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ جو اس وقت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ پاکستان کے صدر تھے وہ براستہ بدوملہی سیالکوٹ سے بذریعہ جیپ سکول اور گاؤں گھٹیالیاں میں تشریف لا رہے ہیں۔ ہم سکول میں انتظار کر رہے تھے کہ آپؒ بارہ بجے کے قریب سکول میں تشریف لائے۔ تمام طلباء سکول کے درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ میاں صاحبؒ تشریف لائے۔ آتے ہی دھوپ میں کھڑے ہو کر وعظ ونصیحت شروع کر دی۔ آپؒ کے خادم نے چھتری سے آپؒ پر سایہ کیا۔ ایک گھنٹہ بھر تقریر کے بعد آپؒ گاؤں کی طرف تشریف لے گئے۔ آپؒ کے اس رویہ سے بھی مجھ پر گہرا اثر ہوا۔

اسی سکول میں میں ستمبر 1955ء تک کلاس نہم میں پڑھتا رہا۔ مئی 1955ء میں میرے ایک دوست اور استاد صاحب ماسٹر اللہ رکھا صاحب سکول ٹائم کے بعد میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ غلام حیدر میں جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہا ہوں اور دو کارڈ لایا ہوں۔ ایک اپنے لئے اور ایک تمہارے لئے۔ کیا میں بیعت کے لئے آپ کا خط بھی لکھ دوں۔ میں نے کہا۔ ضرور لکھ دیں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کا خط لکھا اور میں نے اس پر دستخط کر دیئے۔ کیونکہ میرا دل تو پہلے ہی جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکا تھا۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں نے کبھی بھی اپنی بیعت کو پوشیدہ نہیں رکھا۔ والدین نے بھی بہت کوششیں کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی بیعت پر قائم رہا۔

میٹرک کا امتحان دینے کے فوراً بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے سکول میں بطور ٹیچر رکھ لیا۔ دو ماہ تک پڑھاتا رہا۔ پھر میں نے یہ ملازمت چھوڑ دی۔ میٹرک کا رزلٹ آنے کے بعد میں جنوری 1958ء میں لاہور آ کر پنجاب پولیس میں بھرتی ہو گیا۔ لیکن یہ ملازمت مجھے اچھی نہیں

لگی۔ دورانِ ٹریننگ 1959ء کو یہ ملازمت بھی چھوڑ دی۔ پھر1961ء میں ملیریا اریڈیکیشن محکمہ میں بھرتی ہو گیا۔ جون1963ء میں ماموں صاحب کی بیٹی سے شادی ہوگئی۔ والد صاحب اس شادی سے خوش نہیں تھے۔ انہوں نے مجھے بہت دفعہ کہا کہ احمدیت چھوڑ دو۔ میں تمہاری شادی غیر احمدی گھرانے میں کروادوں گا۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ تو والد صاحب نے اپنی جائیداد میں سے مجھے حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ دونوں بھائیوں نے بھی مجھے اپنا بھائی ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں نے انہیں کہا کہ میرے پاس میری ولدیت ثابت کرنے کے لئے سکول کے سرٹیفکیٹس ہیں۔ میں عدالت میں جاؤں گا۔ اس دھمکی سے والد صاحب کچھ حصہ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن میں نے انہیں کہا کہ مجھے حصہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ میری تمام ضرورتیں پوری کرتا رہا ہے اور آگے بھی مجھے اسی پر بھروسہ ہے۔

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی

جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جو انعامات مجھ پر کئے۔ میں ان کا مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔

میری بیٹی کی ایک ہی بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ میرے چاروں بیٹے اور بیٹی بھی تعلیم یافتہ ہیں اور ان سب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹوں اور بیٹیوں سے نوازا ہے اور یہ سب کے سب شہر ایڈمنٹن کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں۔

ذاتی تعلیم

اپنی تعلیم کے بارہ میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوئی۔ 1964ء میں میں نے ملیریا کا محکمہ چھوڑ کر قصور سے ، جے۔ وی۔ ٹیچنگ سکول میں داخلہ لے لیا۔

1965ء میں جے۔ وی کا امتحان پاس کیا۔

1967ء میں مجھے لاہور کارپوریشن میں پرائمری سکول محمود بوٹی لاہور میں ملازمت مل گئی۔ پھر میں نے پرائیویٹ طور پر تعلیم کو جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ 1969ء میں ایف۔ اے پاس کیا۔ 1972ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ اس کے بعد سی۔ ٹی کا کورس پاس کیا۔ پھر بی۔ ایڈ کا امتحان پاس کیا۔ پھر 1979ء میں نے ایم اے ہسٹری کیا۔ اس کے بعد 1995ء میں ایم ایڈ پنجاب یونی ورسٹی لاہور سے پاس کیا۔ 31 دسمبر1997ء میں دھرم پورہ عارف ہائی سکول سے ریٹائر ہوا۔

کینیڈا میں آمد۔ ایک معجزہ

کینیڈا میں آنا بھی ایک معجزہ تھا۔ کیونکہ میں نے کئی بار خواب میں دیکھا کہ میں خلا میں اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا کر اڑ رہا ہوں۔ ایک دفعہ تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار سے اڑ کر پاکستان پہنچا۔ لیکن مجھے ان خوابوں کی تعبیر کا کچھ علم نہ تھا۔ لیکن جب 1992ء میں میرا بیٹا غلام مرتضیٰ کینیڈا میں آیا۔ اور اس نے ہمیں سپانسر شپ پر بلایا۔ تو 2003ء میں مَیں، میری بیوی اور میرا بیٹا محمد ساجد محمود کینیڈا پہنچے۔ تو ان خوابوں کی تعبیر معلوم ہوئی کہ ہوا میں اڑنے کا مطلب ہوائی جہاز کا سفر تھا۔ جواب درپیش ہے بہرحال احمدیت کے بے شمار ثمرات حاصل ہوئے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوا۔

یہ مختصر سے حالات زندگی جو میں نے تحریر کئے ہیں۔ صرف اس غرض سے تحریر کئے ہیں تا کہ شائد کوئی شخص اس سے راہنمائی حاصل کر لے۔ ورنہ حاشا وکلا اپنی ذات کا اظہار ہرگز ہرگز مقصود نہیں۔ یہ حالات میں نے اس لئے بھی تحریر کئے ہیں کیونکہ 2016ء میں ایک دن امیر جماعت کینیڈا مکرم ملک لال خاں صاحب اور ایڈمنٹن کے مربی مکرم مولانا ناصر محمود احمد بٹ صاحب ہمارے گھر تشریف لائے اور انہوں نے میرے احمدی ہونے کے حالات سنے اور انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اپنے یہ حالات و واقعات لکھ کر مکرم مربی صاحب کے ذریعہ مرکز ٹرانٹو بھجوائیں تا کہ رسالہ میں شائع کئے جا سکیں۔

کچھ مخالفین احمدیت کے انجام کے بارہ میں

اب میں کچھ حالات مخالفین احمدیت کے بھی تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے کہ میں نے اپنے ایک ٹیچر اور دوست ماسٹر اللہ رکھا صاحب کے ساتھ بیعت کا خط لکھا تھا۔ یہ ماسٹر صاحب کچھ عرصہ بعد لاہوری جماعت میں شامل ہو گئے اور ایک دوسرے صاحب سے مل گئے۔ ان کا نام بھی اللہ رکھا ہی تھا اور وہ بھی گھٹیالیاں کے رہنے والے ہی تھے۔ ان دونوں منافقین احمدیہ نے جماعت کو نقصان پہنچانے کی پوری پوری کوششیں کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی سخت سزا دی۔

میرے استاد اللہ رکھا صاحب کو گلے کی ایک بیماری خناق لاحق ہوئی اور ان کی قوتِ گویائی ختم ہوگئی۔ تین چار سال تک اس بیماری میں مبتلا رہ کر فوت ہو گئے۔

اس کے بعد جب میں ان کے بیٹے سے ملا۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ تمہارے باپ نے بھی احمدیت قبول کی تھی۔ اس کی زندگی سے تم اچھی طرح واقف ہو کہ انہوں نے خلافت حقہ احمدیہ سے انکار کر دیا اور لاہوری جماعت سے جا ملے۔ تم جانتے ہو ان کو اس کا کیا صلہ ملا؟ تو بہت شرمندہ ہوا۔

ایک واقعہ میں اپنے چھوٹے بھائی کے خسر کا بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جب بھی ان سے میری بات چیت ہوتی تو وہ میرے ساتھ بحث میں جب لاجواب ہو جاتے۔ تو کہتے تھے کہ تمہارے مرزا صاحب نعوذ باللہ بیت الخلا میں فوت ہوئے تھے۔ میں نے ان کو اس جھوٹے پراپیگنڈہ سے بہت دفعہ منع کیا تھا۔

(باقی صفحہ 31)

مجلس انصاراللہ کینیڈا کے تحت تعلیمی وظائف کا تعارف

مکرم داؤد اسماعیل صاحب۔ ناظم اعلیٰ پریری ریجن کینیڈا

اسلام ہمیں علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو سوچنے، غور کرنے اور علم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کے نتیجہ میں پروردگار اور اس کی مخلوق سے قریبی تعلق پیدا ہو سکے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ علم اور آگاہی حاصل کرنے کی تڑپ انسانی شعور میں مکمل طور پر سرایت کر جائے، قرآن کریم میں اس مضمون کو بار بار دہرایا گیا ہے، ہمارے آقا و مولا، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ بھی اسی مضمون سے تعلق رکھتی ہے، چنانچہ سورۃ العلق کی آیات 2 تا 6 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ، اور تیرا رب سب سے زیادہ معزز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورۃ العلق 96:2-6)

مسند احمد بن حنبل میں حدیث مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔

ہم اس بات کے شاہد ہیں کہ آج کے بہت سے علوم جدیدہ جن میں سائنس، ریاضیات، فلسفہ اور دیگر علوم شامل ہیں کی بنیادوں میں کئی عظیم مسلمانوں کے نام شامل ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ:

’’میرے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔‘‘

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔‘‘

(تجلیاتِ الٰہیہ۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 409)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ اپنی ’’کتاب الہام، حقیقت علم اور سچائی‘‘ کے صفحہ 255 پر فرماتے ہیں:

’’پس مذہب اور عقل ساتھ ساتھ چلتی ہیں وہ ایک دوسرے کا اعتماد علم کے حاصل کرنے سے بناتی ہیں جس کی تعلیم قرآن اور پیارے رسول ﷺ کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہیں۔‘‘

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2004ء میں طالب علموں کو نصیحت کرتے ہوئے ایک حدیث بیان کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو، علم حاصل کرنے کے لئے وقار اور سکینت کو اپناؤ اور جس سے علم سیکھو اس کی تعظیم تکریم اور ادب سے پیش آؤ۔

(حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 134، صفحہ 172)

حضور انور کے اسی بابرکت ارشاد گرامی کے تناظر میں مجلس انصاراللہ کینیڈا نے 2019ء سے کینیڈا بھر میں ہونہار احمدی طلباء کے لئے وظائف کا سلسلہ شروع کیا ہے اس کے ساتھ ہی ضرورت مند طلباء کے لئے تعلیمی عطیات کا بھی اہتمام کیا ہے۔ الحمدللہ مجلس انصاراللہ اس عمل سے نہ صرف ایک قدم آگے بڑھی ہے بلکہ ہونہار نوجوان طلباء کی ہمت افزائی کے ساتھ ساتھ ضرورت مند طلباء کو حصول علم کے لئے مواقع بھی فراہم کر رہی ہے۔

2020ء میں اس اسکیم کے دوسرے سال قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ تعلیم کے ساتھ مل کر دیگر تعلیمی وظائف کا بھی اجراء کیا ہے جو اسکول، یونیورسٹی اور حفظ قرآن سکول کے طلباء و طالبات کے لئے ہیں۔ ان وظائف کے نام معہ تفصیل درج ذیل ہیں۔

ابو بکر۔ ایک ہزار کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، یونیورسٹی میں سائنس کے طلباء کے لئے۔

عمر فاروق۔ ایک ہزار کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، یونیورسٹی میں غیر سائنس کے طلباء کے لئے۔

عثمان غنی۔ ایک ہزار کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، بارہویں جماعت کے طلباء کے لئے۔

آمنہ۔ ایک ہزار کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے،

بارھویں جماعت کی طالبات کے لئے۔

خدیجہ۔ ایک ہزار کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، یونیورسٹی میں سائنس کی طالبات کے لئے۔

نصرت جہاں۔ ایک ہزار کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، یونیورسٹی میں غیر سائنس کی طالبات کے لئے۔

احمدیہ ایلیمینٹری اسکول کے طلباء کے لئے مندرجہ ذیل وظائف کا اجراء کیا گیا ہے۔

محمود۔ پانچ سو کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، چوتھے گریڈ میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے لئے۔

ناصر۔ پانچ سو کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، پانچویں گریڈ میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کے لئے۔

طاہر۔ پانچ سو کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، چھٹے گریڈ میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کے لئے۔

مسرور۔ پانچ سو کینیڈین ڈالر کے دو وظیفے، ساتویں گریڈ میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کے لئے۔

حفظ قرآن اسکول کے طلباء و طالبات کے لئے مندرجہ ذیل وظائف کا اجراء کیا گیا ہے۔

نور۔ پانچ سو ڈالر کا وظیفہ، کم سے کم مدت میں قرآن کریم حفظ کرنے والے حافظ کے لئے۔

عائشہ۔ پانچ سو ڈالر کا وظیفہ، کم سے کم مدت میں قرآن کریم حفظ کرنے والی حافظہ کے لئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد مجلس انصار اللہ کینیڈا نے امسال 35,000 کینیڈین ڈالر اس بابرکت تحریک کے لئے مختص کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان وظائف سے مستفید ہونے والے تمام طلباء اپنی دینی اور دنیوی تعلیم میں اعلیٰ مقام حاصل کریں۔ آمین

مکرم داؤد اسماعیل صاحب۔ ناظم اعلیٰ پریری ریجن کینیڈا

بقیہ از میں احمدیہ جماعت میں کیسے داخل ہوا

مگر جب ان کی وفات ہوئی تو واقع میں ہی وہ بیت الخلا میں ہی فوت ہوئے، پھر وہاں سے اس کی لاش اٹھا کر چارپائی پر ڈالی گئی۔

دوسرا واقعہ میں اپنے بہنوئی حاجی عبدالحمید صاحب کا بیان کرتا ہوں۔ وہ بھی اکثر یہی کہا کرتے تھے کہ تمہارے مرزا صاحب نعوذ باللہ بیت الخلا میں فوت ہوئے تھے۔ میں نے انہیں بھی بہت دفعہ منع کیا تھا۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ آخر کار موٹر سائیکل پر سوار ہونے کی حالت میں کار کے حادثہ میں ان کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ ہمیشہ کے لئے چارپائی پر پڑ گئے۔ چار پانچ سال علاج کروایا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر فالج کا حملہ ہوا اور تقریباً دو سال تک گندگی اور بیماری سے لڑتے ہوئے جوانی میں ہی فوت ہو گئے۔ ان کے بیٹوں نے ان کے بول براز دھونے کے لئے ایک نوکر رکھا ہوا تھا۔ جوان کو صاف کرتا رہتا تھا۔ مگر وہ بھی بے ہوشی کی حالت میں گندگی میں ہی فوت ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَاأُولِي الْأَبْصَارِ۔

وہی ہے جو ہدایت پانے والا ہے

ایک معاندِ احمدیت ماسٹر اللہ رکھا کے ایک بیٹے غضنفر علی نے بی اے پاس کرلیا تو میرے پاس ملازمت کے سلسلہ میں آئے۔ میں نے انہیں لاہور واپڈا ہاؤس میں ایک کلرک کے طور پر ملازمت دلوادی۔ اور وہ میرے ساتھ رہنے لگے۔ پھر میں نے انہیں کہا کہ دفتر سے آنے کے بعد آپ عام طور پر فارغ ہوتے ہیں۔ ایسا کریں کہ لاء کالج لاہور میں داخلہ لے لیں۔ چنانچہ انہوں نے پہلے سال کا کورس پاس کرلیا۔

یہ 1974ء کا واقعہ ہے۔ مگر وہ واپڈا کی ملازمت چھوڑ کر گھٹیالیاں چلے گئے۔ وہاں جا کر وہ احمدی ہو گئے۔ الحمدللہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا کہ ان کے چچا، والدہ پورا خاندان احمدیت میں اخلاص کے ساتھ داخل ہو گئے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب ہی مخلص احمدی ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (سورۃ الکہف 18:18) جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہے جو ہدایت پانے والا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں پائے ثبات عطا فرمائے اور خلافت کی جملہ برکات، انوار اور فیوض سے مالا مال فرمائے اور ہمیں ہمیشہ اس عروۃ الوثقیٰ سے وابستہ اور پیوستہ رکھے۔ آمین۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قطعات اور رباعیات سے انتخاب

کیسی ہے کریم اس خدا کی درگاہ
جس نے کیا ہم کو نیک بد سے آگاہ
گر ہم کو سہارا ہے تو ہے اس کا ہی
لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ مکرم مشتاق احمد صاحب

13/ اپریل 2021ء کو مکرم مشتاق احمد صاحب مسس ساگا نارتھ جماعت 88 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن. 14/ اپریل 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن میں تدفین ہوئی اور مرحوم کے چھوٹے بھائی مکرم پرویز سعید صاحب نے دعا کرائی۔ آپ 1970ء کی دہائی میں جماعت کے دوستوں کو حضور انور کے خطباتِ جمعہ کی کیسٹس پہنچایا کرتے تھے۔ مرحوم نہایت مخلص، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ، داعی الی اللہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ انہیں جماعت میں مختلف خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ ہومیو پیتھک کلینک میں خدمت بجالاتے رہے۔ قدیمی احمدی تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ساجدہ احمد صاحبہ، ایک بیٹا مکرم سہیل احمد صاحب، دو بیٹیاں محترمہ انیلہ خاں صاحبہ مسس ساگا اور محترمہ دیبہ چوہدری صاحبہ برمنگھم، یو کے یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ سعیدہ رحمٰن صاحبہ

13/ اپریل 2021ء کو محترمہ سعیدہ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم شوکت محمود صاحب آف چاندنی بنکوٹ ہال گیٹ وے، بریمپٹن ویسٹ جماعت 67 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن. 16/ اپریل 2021ء کو سوا ایک بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں ان کی نماز جنازہ مکرم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے پڑھائی اور ڈیڑھ بجے تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ نیک، مخلص، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق اور ملنسار تھیں۔ آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے اپنے شوہر مکرم شوکت محمود صاحب کے ساتھ 32 سال انتہائی اخلاص اور وفا کے ساتھ زندگی گزاری۔ ایک بیٹا مکرم عزت محمود صاحب اور ایک بیٹی محترمہ اسماء محمود صاحبہ بریمپٹن ویسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بچوں کو اپنی والدہ کی غیر معمولی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اللہ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔

☆ محترمہ عطیہ سلطانہ صاحبہ

17/ اپریل 2021ء کو محترمہ عطیہ سلطانہ صاحبہ بریمپٹن جماعت 73 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن. 20/ اپریل 2021ء کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں سوا دو بجے ان کی نماز جنازہ مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ادا کی اور تدفین کے بعد اڑھائی بجے مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام وصیت میں شامل تھیں۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلیق اور ملنسار تھیں۔ لجنہ اماء اللہ لاہور میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم طاہر احمد ملک صاحب Cloverdale, Langley، مکرم ملک محمود احمد صاحب، تین بیٹیاں محترمہ امۃ السلام صاحبہ بریمپٹن، محترمہ امۃ المومن صاحبہ سرے سینٹر وینکوور، محترمہ امۃ الحلیم صاحبہ لاہور یادگار چھوڑی ہیں

☆ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ

20/ اپریل 2021ء کو محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بریمپٹن ویسٹ جماعت 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن. 22/ اپریل 2021ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں سوا دو بجے مرحومہ کے شوہر مکرم منور محمود کاہلوں صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اڑھائی بجے تدفین کے بعد مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کے دادا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت غلام رسول باجوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف کھانوالی ضلع سیالکوٹ تھے اور والد محترم مولوی محمود احمد باجوہ صاحب بطور معلم اصلاح وارشاد خدمت دین کی توفیق پاتے رہے۔ آپ نیک، صالحہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق ملنسار اور دعا گو خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بچوں کو اپنی والدہ کی غیر معمولی خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم منور محمود کاہلوں صاحب، دو بیٹے مکرم مظفر محمود کاہلوں صاحب، مکرم مدثر

محمود کاہلوں صاحب، چار بیٹیاں محترمہ نجمہ پروین صاحبہ، بریمپٹن، محترمہ طیبہ منور صاحبہ ربوہ، محترمہ مبشرہ منور صاحبہ جھنگ، محترمہ منزہ منور صاحبہ لیہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم داؤد احمد صاحب

15 / اپریل 2021ء کو مکرم داؤد احمد صاحب آف ملائیشیا اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے 48 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِـعُوْن. ان کی نماز جنازہ ملائیشیا میں مکرم عین الیقین صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعدہ ان کی نعش ٹرانٹو لائی گئی۔ 02/ مئی 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 03 مئی 2021ء کو گیارہ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن میں تدفین ہوئی اور مرحوم کے خالو مکرم چوہدری عبدالحمید قمر صاحب پیس ویلج نے دعا کرائی۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق، ملنسار، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ آپ کا تعلق اوکاڑہ سے تھا وہاں پر مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ زاہدہ داؤد صاحبہ، ایک بیٹا مکرم فواد احمد صاحب وان، ایک بیٹی محترمہ حمدیٰ داؤد صاحبہ ملائیشیا، ایک بھائی مکرم سعود احمد صاحب وان اور تین بہنیں محترمہ لبنیٰ سیٹھی صاحبہ بیری جماعت، محترمہ ماجدہ عظمیٰ صاحبہ پیس ویلج اور محترمہ شازیہ خاں صاحبہ وڈبرج یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب

29/ اپریل 2021ء کو مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب لندن یو کے حال فرینکفرٹ، جرمنی میں 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِـلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن. مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور ان کی خواہش کے مطابق ان کی نعش کو ربوہ لے جایا گیا۔ 03/ مئی 2021ء کو پانچ بجے شام مکرم مولانا بشارت محمود صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین ہوئی۔ اور مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوی کے علاوہ چھ بیٹے، چار بیٹیاں، تین بھائی مکرم فضل احمد شاہد صاحب پیس ویلج، مکرم چوہدری شریف احمد شاد صاحب بریمپٹن، مکرم عزیز احمد ناصر صاحب راولپنڈی اور تین بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ صبیحہ خاں صاحبہ

02/ مئی 2021ء کو محترمہ صبیحہ خاں صاحبہ ڈرہم جماعت 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن. 05/ مئی 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم صادق احمد مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد ڈیڑھ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن میں تدفین ہوئی اور مرحومہ کے بھانجے مکرم ڈاکٹر شفیق احمد قیصر صاحب مسس ساگا نے دعا کرائی۔ آپ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت بھائی عبدالرحیم قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ نہایت نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد اور دعا گو خاتون تھیں۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹی محترمہ حمیرا شمیم صاحبہ اہلیہ مکرم انور شمیم صاحب مرحوم ڈرہم، دو بھائی مکرم کرنل (ر) چوہدری ولی الرحمٰن صاحب آٹوا، مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب اور ایک ہمشیرہ محترمہ قدسیہ احمد صاحبہ امریکہ اور ایک نواسے مکرم آصف احمد شمیم صاحب ڈرہم یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ حمیرا شمیم صاحبہ کو ربع صدی سے زائد عرصہ اپنی والدہ محترمہ کی بے لوث اور مثالی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ اور انہیں کے ہاں فوت ہوئیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔

☆ مکرم عبدالرقیب صاحب

28/ اپریل 2021ء کو مکرم عبدالرقیب صاحب مسس ساگا جماعت 22 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کف دست ساقی چھلک پڑا

04/ مئی 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم صادق احمد مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن میں تدفین ہوئی اور مکرم ولی الرحمٰن سنوری صاحب بریمپٹن نے دعا کرائی۔ آپ نیک، صالح صوم وصلوٰۃ کے پابند نوجوان تھے۔ آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں تین بھائی مکرم شہاب احمد منصور صاحب مسس ساگا، مکرم عبدالرحمٰن منصور صاحب ڈرہم اور مکرم عبدالوہاب منصور صاحب ٹرانٹو یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ

03/ مئی 2021ء کو محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ وان نارتھ جماعت 87 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِـلّٰهِ وَ اِنَّا

اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡن. 06مئی2021ءکومسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے بارہ بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگانے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اوراس کے بعد ڈیڑھ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن میں تدفین ہوئی اورمکرم عابد صاحب کے دامادمکرم آدم عابد الیگزینڈر صاحب لوکل مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ آپ، مکرم ڈاکٹر احتشام الحق صاحب بھاگل پوری مرحوم واقف زندگی سابق امیر جماعت احمدیہ محمد آباد سٹیٹ سندھ کی اہلیہ تھیں۔ آپ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد اور دعا گو خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے، مکرم نثار الحق صاحب، مکرم اعجاز الحق صاحب، مکرم ضیاء الحق صاحب کراچی، مکرم احسان الحق صاحب، مکرم نذیر الحق صاحب جرمنی اور تین بیٹیاں محترمہ زاہدہ قدسیہ صاحبہ اہلیہ مکرم غلام احمد عابد صاحب سیکرٹری اشاعت وان امارت، محترمہ عالیہ محمود صاحبہ، محترمہ امۃ النور نوشی صاحبہ یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ نے اپنے شوہر کی پہلی زوجہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ مرحومہ کے بچوں کی دیکھ بھال اور اخلاص سے پرورش کی، ان سب کی شادی و بیاہ میں اپنے شوہر کی بھرپور مدد کی۔ وہ جب بھی ان سے ملنے آتے ان کی خوب خاطر تواضع کرتیں۔ اور وہ بھی انہیں خوب تحفے تحائف دیتے۔ ان سوگواروں میں مکرم انعام الحق اختر صاحب سینٹرل ٹرانٹو، مکرم امتیاز الحق صاحب بریمپٹن، مکرم ہشام الحق صاحب کراچی اور محترمہ طاہرہ ہادی صاحبہ وان نارتھ محترمہ ماجدہ خاتون صاحبہ نوبلٹن محترمہ شاہدہ محمود صاحبہ جرمنی، محترمہ امۃ المتین صاحبہ ملائیشیا اور ڈاکٹر امۃ الحی مونا صاحبہ کراچی شامل سوگوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام بچوں کو اپنی والدہ کی غیر معمولی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

☆ مکرم حفیظ احمد صاحب

26اپریل 2021ءکومکرم حفیظ احمد صاحب بریمپٹن ویسٹ جماعت 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡن. 07مئی2021ءکو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پونے گیارہ بجے مکرم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اوراس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن میں پونے بارہ بجے تدفین ہوئی اورمکرم حافظ صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ کا خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ثریا بانو صاحبہ، دو بیٹے مکرم سہیل حفیظ بریمپٹن ویسٹ جماعت، مکرم شعیب حفیظ صاحب یوکے اور چار بیٹیاں محترمہ فوزیہ احمد صاحبہ، صائمہ ندیم صاحبہ، اسماء حفیظ صاحبہ اور سائرہ حفیظ صاحبہ یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

بقیہ از مالی قربانیوں کے چند ایمان افروز واقعات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جمعہ کو ایک بدحال شخص مسجد میں داخل ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی خاطر صدقہ کی تحریک فرمائی۔ صحابہؓ نے کچھ کپڑے پیش کئے تو رسول اللہؐ نے وہ کپڑے اسے دے دیئے۔ اگلے جمعہ کو وہ پھر آیا اور رسول اللہؐ نے جب صدقہ کی تحریک کی تو اس نے دو کپڑوں میں سے ایک پیش کر دیا۔ مگر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم اپنا کپڑا اٹھالو۔

(سنن نسائی۔ کتاب الجمعہ، حدیث نمبر1391)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک غریب قوم کے لوگ حاضر ہوئے جو ننگے پاؤں اور ننگے بدن تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر تھا اور آپ نے صحابہؓ کو جمع کر کے خطاب کیا اور ان کے لئے صدقہ کی تحریک فرمائی۔ صحابہؓ نے دینار، درہم، کپڑے اور جو اور کھجور صدقہ کیا یہاں تک کہ کپڑوں اور غلے کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ کا چہرہ یہ منظر دیکھ کر سونے کی ڈلی کی طرح چمک رہا تھا۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ، حدیث نمبر1691)

اگرچہ صحابہ کرام کی قربانیاں اکثر ایسی پوشیدہ ہوتی تھیں کہ جن کا اظہار ہو جانا کسی طور وہ پسند نہیں کیا کرتے تھے تاہم یہ چند ایک مثالیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں یہ ہم سب کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ پیش کرتی ہیں۔ خدا کرے کہ ہم بھی اُن راہوں پر چلنے والے ہوں جنہیں آنحضور ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے ہمارے لئے بہترین نمونے کے طور پر چھوڑا ہے۔ آمین